تنظیم اسلامی کا ترجمان

17

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30واں سال

21 تا 27 رمضان المبارک 1442ھ/ 4 تا 10 مئی 2021ء

عید کا پیغام

اسلام نے عید کے دن کو محض خوشی و مسرت کا دن نہیں قرار دیا ہے بلکہ اس نے خوشی و مسرت کے دن کے ساتھ ساتھ اسے تسبیح و تہلیل، ذکر و عبادت اور اپنے مسلمان بھائیوں میں جو محتاج اور مفلوک الحال ہیں ان کی امداد و غم گساری کا دن بھی قرار دیا ہے۔ خوشی و مسرت کے نام پر دوسری قوموں میں جو ہر طرح کی آزادی پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام اپنے ماننے والوں کو اخلاقی اور شرعی حدود کا پابند بناتا ہے اور انہیں بے لگام نہیں چھوڑ دیتا ہے۔ مسلم بندہ احکام شریعت اور اپنے پیغمبر اسلام علیہ السلام کی ہدایات کا پابند ہوتا ہے اور جو پابندی نہیں کرتا وہ سچا مسلمان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ایک پُر مشقت عبادت کے بعد خوشی کا ایک دن میسر کیا گیا تا کہ وہ اللہ کا شکر ادا کریں اور اللہ کی تعریف کریں۔ ﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ اللہ کی تعریف کہ اس نے ہم کو یہ مشقت و تعب والی عبادت کی توفیق دی اور اس بات پر شکر کہ اس نے اہل اسلام کو کھلے میدانوں میں جمع ہونے کا حکم دے کر ہمیں محبت و مودت کی خوبصورت لڑی میں پرو دیا۔ عید کی نماز میں جمع ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم باہمی کدورتیں اور نفرتیں، قبائلی و علاقائی تعصبات، مسلکی و سیاسی تفریقات اور افتراقات کو بھلا کر اکٹھے ہو کر اہل اسلام کی یگانگت کا عملی مظاہرہ کیا جائے۔ عید کا دن پیغام ہے ہر اس روزے دار کے لیے جس کے لیے کہ یہ دن واقعی جہنم سے آزادی کا دن قرار پا گیا۔ جس روزہ دار نے اپنے گناہ معاف کروا لیے، جو اللہ کا ویسا بندہ بن گیا جیسا رمضان بنانا چاہتا تھا۔ جس کو رمضان نے حلم و بردباری، عفو و درگزر، تواضع و عاجزی اور عبادت و ریاضت کا پابند بنا دیا۔ جس روزہ دار کے دن اطاعت و فرمانبرداری سے اور راتیں قیام سے مزین ہو گئیں اور جو یہ سب نہ کما سکا وہ اپنا محاسبہ کر لے۔ ابھی زندگی کی رونق باقی ہے، ابھی سانس چل رہے ہیں، ابھی تبدیلی کا امکان باقی ہے۔ صرف نئے کپڑے پہن کر عید کی خوشیوں میں شریک ہونے والا مسلمان یاد رکھے کہ حقیقی خوشی تو اس کی ہے جس کا دل اللہ کی محبت سے بھر چکا ہے، جس کے دل میں گناہ سے نفرت کا مضبوط بیج بویا جا چکا ہے۔

پروفیسر زید حارث
کے کالم سے اقتباس

اس شمارے میں

فریضہ ”نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَر“

کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

ردِ قادیانیت کے عقلی دلائل

عید الفطر: اہمیت اور آداب

اللہ کرے تجھ کو عطا جرأتِ کردار!

اعتکاف اور لیلۃ القدر

منافق غلط شک میں مبتلا ہیں

سُورۃُ النُّور | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:50 تا 53

اَفِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ اَمِ ارۡتَابُوۡۤا اَمۡ یَخَافُوۡنَ اَنۡ یَّحِیۡفَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ وَ رَسُوۡلُہٗ ؕ بَلۡ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿٥٠﴾
اِنَّمَا کَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ
ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿٥١﴾ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَخۡشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقۡہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿٥٢﴾ وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ
جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ اَمَرۡتَہُمۡ لَیَخۡرُجُنَّ ؕ قُلۡ لَّا تُقۡسِمُوۡا ۚ طَاعَۃٌ مَّعۡرُوۡفَۃٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿٥٣﴾

آیت:۵۰ ﴿اَفِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ اَمِ ارۡتَابُوۡۤا اَمۡ یَخَافُوۡنَ اَنۡ یَّحِیۡفَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ وَ رَسُوۡلُہٗ ؕ﴾
''کیا ان کے دلوں میں روگ ہے؟ یا یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں؟ یا انہیں اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ان کے ساتھ ناانصافی کریں گے؟''

﴿بَلۡ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿٥٠﴾﴾ ''بلکہ حقیقت میں یہی لوگ ظالم ہیں۔''

چونکہ یہ لوگ حقیقی ایمان سے محروم ہیں' اس لیے اس کھوٹ کا عکس ان کے کرداروں میں نمایاں ہے۔

آیت:۵۱ ﴿اِنَّمَا کَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ؕ﴾ ''حقیقی مؤمنین کو تو جب اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے مابین فیصلہ کریں تو ان کا قول بس یہی ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور ہم نے مانا!''

کہ ہم تو فیصلے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہیں۔ آپ ﷺ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں بسروچشم قبول ہوگا۔

﴿وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿٥١﴾﴾ ''اور وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔''

آیت:۵۲ ﴿وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَخۡشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقۡہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿٥٢﴾﴾ ''اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ کا خوف رکھتا ہے اور اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہے' تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔''

آیت:۵۳ ﴿وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ اَمَرۡتَہُمۡ لَیَخۡرُجُنَّ ؕ﴾ ''اور وہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں' اپنی امکانی حد تک پکی قسمیں کہ اگر آپؐ انہیں حکم دیں گے تو وہ ضرور نکلیں گے۔''

منافقین سے جب بھی کسی قربانی کا تقاضا کیا جاتا یا جہاد کے لیے نکلنے کا مرحلہ آتا تو وہ بہانے تراشتے ہوئے قسمیں کھاتے کہ ہمیں فلاں مجبوری ہے' فلاں مسئلہ درپیش ہے' لیکن اگر آپؐ حکم دیں گے تو ہم بہرحال آپؐ کے ساتھ ضرور نکلیں گے۔ جماعتی زندگی میں یہ نمونہ آج بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ امیر کی طرف سے ایک واضح حکم آ جانے کے بعد بھی کچھ لوگ بہانے بناتے ہیں' امیر کی بات کو آپ حکم کیوں نہیں سمجھ رہے؟

﴿قُلۡ لَّا تُقۡسِمُوۡا ۚ طَاعَۃٌ مَّعۡرُوۡفَۃٌ ؕ﴾ ''آپؐ ان سے کہیے کہ تم لوگ قسمیں نہ کھاؤ' بس معروف طریقے سے اطاعت اختیار کرو۔''

جب تم لوگ مجھے اللہ کا رسول تسلیم کرنے اور مجھ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہو تو باقی تمام اہل ایمان کی طرح میری اطاعت اختیار کرو۔ میری طرف سے جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے اسے قبول کرو۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿٥٣﴾﴾ ''یقیناً جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

فرمان نبویؐ

صدقہ فطر روزہ کی پاکی کا ذریعہ

عَنۡ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: ((فَرَضَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الۡفِطۡرِ طُهۡرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغۡوِ وَالرَّفَثِ وَطُعۡمَةً لِلۡمَسَاكِينِ مَنۡ أَدَّاهَا قَبۡلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقۡبُولَةٌ وَمَنۡ أَدَّاهَا بَعۡدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ)) (سنن ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''رسول ﷺ نے صدقہ فطر کو لغو اور بیہودہ بات سے روزہ کو پاک کرنے اور مسکینوں کی پرورش کے لیے مقرر فرمایا ہے جو شخص نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے گا وہ قبول کیا جائے گا اور نماز کے بعد بھی ادا کرے گا تو وہ بھی ایک صدقہ ہوگا دوسرے صدقات کی مانند۔''

تشریح: عید الفطر کی مناسبت سے ایک اہم کام صدقہ فطر کی ادائیگی ہے۔ روزے کے دوران انسان سے جو بھول چوک یا غلطی ہوتی ہیں، اس کی تلافی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کا حکم دیا ہے۔

صدقہ فطر رمضان ہی میں ادا کر دیا جائے تاکہ غرباء و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ موجودہ صدقہ فطر کی مقدار فی کس 140 روپے ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
21 تا 27 رمضان 1442ھ جلد 30
4 تا 10 مئی 2021ء شمارہ 17
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دار الاسلام'' ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک.......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فریضہ ''نَہِی عَنِ الۡمُنۡکَر''

انسان کی اجتماعی زندگی نے جب قبائل سے آگے بڑھ کر ریاست کی شکل اختیار کی اور بڑی بڑی مملکتیں وجود میں آگئیں تو حکمران بادشاہ اور شہنشاہ کی صورت میں سامنے آئے۔تمام تر قوت ایک فرد میں جمع ہو جاتی تھی، وہی آرمی چیف، وہی عدالتی سربراہ اور قانون ساز اتھارٹی ہوتا تھا۔اسلام نے خلیفہ کا تصور دیا۔خلیفہ بھی بڑی قوت کا حامل ہوتا تھا،لیکن اسلامی شریعت سے تجاوز نہیں کرسکتا تھا اور قابلِ احتساب ہوتا تھا۔اِس نظام نے عام انسان کو جرأت دی کہ وہ حق گوئی سے کام لے۔اسلام نے عدل کا پیغام دیا اور حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنے کو جہاد قرار دیا۔لیکن نظام کتنا ہی شاندار کیوں نہ ہو چلانے والے اگر باکردار نہیں ہوں گے، اپنی ریاست اور اپنے نظریات سے مخلص نہیں ہوں گے تو زوال مقدر بن جائے گا۔یہی امتِ مسلمہ کے ساتھ ہوا۔پھر انقلاب فرانس کے بعد جمہوریت کا دور دورہ ہوا۔آج دنیا جمہوریت کو مثالی نظام قرار دے رہی ہے اور اُس کے گن گا رہی ہے۔اس وقت دنیا میں کہیں بادشاہت ہے،کہیں فوجی آمریت ہے۔جمہوریت کا ملوکیت اور فوجی آمریت سے تقابل کیا جائے تو جمہوریت میں اظہار رائے کی آزادی کا فرق نظر آتا ہے۔کیونکہ جمہوریت میں گھٹن نہیں ہوتی اور ماحول میں حبس کی کیفیت نہیں پائی جاتی۔اِس نظام میں دانشوروں اور سیاست دانوں کو تحریر و تقریر کی کافی حد تک آزادی حاصل ہوتی ہے۔جمہوری ملک میں اگر کوئی اختلافی مسئلہ زیادہ شدت اختیار کر جائے تو لوگ اپنے جذبات کے اظہار کے لیے سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔جمہوریت کی زبان میں اِسے عوامی مظاہرہ کہا جاتا ہے۔اصولی طور پر تو مظاہرہ کسی بھی شعبہ زندگی میں اختیار کی گئی کج روی اور غلط کاری کے خلاف ہونا چاہیے لیکن پاکستان میں مظاہرہ صرف سیاست سے منسلک ہو کر رہ گیا ہے۔یعنی مظاہرین خصوصاً مظاہرے کے منتظمین سیاسی عزائم رکھتے ہیں اور اُن کا ہدف بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے سیاسی حریف ہوتے ہیں۔اس کا اہتمام اکثر و بیشتر ملک کی اپوزیشن جماعتیں کرتی ہیں، تاکہ عوامی سطح پر وقت کے حکمرانوں کے خلاف جذبات بھڑکائے جائیں اور کرسی کی جنگ میں پانسہ پلٹا جاسکے۔ایسے مظاہروں میں کسی ایسی برائی کے خلاف آواز اٹھانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جس سے اُن کا اپنا ووٹ بینک متاثر ہونے کا معمولی سا بھی امکان ہو۔

تنظیم اسلامی اگرچہ یہ سمجھتی ہے کہ جمہوریت ہرگز ہرگز کوئی مثالی نظام نہیں ہے اور بہت سے عیوب کا مجموعہ ہے،لیکن اظہار رائے کی آزادی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایسی مہمات برپا کرنی چاہئیں جس سے مسلمانوں کو منکرات سے آگاہی حاصل ہو لہٰذا تنظیم ہر قسم کی سیاست اور فرقہ واریت سے بلند ہو کر معاشی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف مظاہرے کرتی رہتی ہے اور عوام کو اِن برائیوں

کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرتی ہے۔ ہم اگرچہ سود کو منکرِ اعظم سمجھتے ہیں لیکن ان سطور میں ہم اپنے معاشرتی بگاڑ کا ذکر تفصیل سے کریں گے۔ حیرت کی بات ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند کر کے حاصل کیا گیا تھا' وہاں لوگوں کا اسلام سے تعلق محض رسمی اور رواجی سا ہو گیا ہے۔ سیکولر اور آزاد خیال لوگوں کا تو ذکر ہی کیا' نماز روزہ کے پابند مسلمانوں کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ معاشرتی اور سماجی سطح پر اللہ اور رسول ﷺ کے فرمودات کو پسِ پشت ڈالے ہوئے ہیں۔ بقول علامہ اقبال ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اللہ رب العزت نے اپنی آخری کتاب قرآن حکیم میں اسلام کا معاشرتی نظام بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور معاشرتی برائیوں کی وجہ سے سابقہ امتوں کے عبرتناک انجام سے ہمیں آگاہ کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے ''بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ ظاہر ہو یا چھپی ہو'' اور مزید ہم پر واضح کر دیا کہ ''شیطان تمہیں بُرے کاموں اور فحش باتوں کا حکم دیتا ہے''۔ ہمارا دین عورت کو پردے کا اہتمام کرنے اور گھر میں ٹکے رہنے اور مرد و زن کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ عریانی اور فحاشی کا آغاز بے پردگی سے ہوتا ہے لیکن مغرب کی تقلید میں ہمارے معاشرے میں بے پردگی کو فیشن سمجھا جاتا ہے اور یہ سٹیٹس سمبل بن چکا ہے۔ حالانکہ مغرب میں عریانی اور فحاشی کے تباہ کن نتائج ظاہر ہو چکے ہیں۔ خاندانی نظام درہم برہم ہو گیا ہے۔ اگر ہم مغربی معاشرہ کی تقلید کرتے رہے تو یہ تباہی و بربادی ہمارے گھروں کا رخ بھی لازماً کرے گی۔ لہٰذا ہماری سیاسی خصوصاً مذہبی سیاسی جماعتوں کو حالات کی سنگینی کا اندازہ کرنا چاہیے۔ اگر وہ اقتدار کے حوالے سے میوزیکل چیئرز کے کھیل میں مصروف رہتی ہیں اور کرسی کی جنگ میں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں ہی اپنی تمام توانائیاں صرف کرتی ہیں تو خدانخواستہ یہ نظریاتی ملک کسی خوفناک حادثہ سے دوچار ہو سکتا ہے۔ ہماری رائے میں کوئی جماعت سیاسی ہو یا مذہبی قوم کا درد رکھنے اور وطن سے محبت کرنے کی دعویدار ہے تو اُس کا لٹمس ٹیسٹ یہ ہے کہ وہ فریضہ نَہِی عَنِ الْمُنْکَر ادا کرتی ہے یا نہیں۔ ہمارے نزدیک ووٹ بینک کے متاثر ہونے کے خدشہ سے کسی [illegible]

قیادت کا رویہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہوا کا رخ دیکھ کر اپنے موقف کا تعین کرے بلکہ قیادت کا اصل فرض یہ ہے کہ وہ راہِ راست کی طرف عوام کی رہنمائی کرے اور عوام کی تعلیم و تربیت پر وقت اور وسائل صرف کرنے میں بخل سے کام نہ لے۔ پاپولر موقف کی بجائے برحق موقف خود بھی اختیار کرے اور عوام کو اس کی ترغیب و تشویق بھی دے۔ اِس حوالے سے ایک اچھی قیادت کا حقیقی وصف یہ ہے کہ وہ کسی سیاسی نقصان کو خاطر میں نہ لائے اور پوری استقامت کے ساتھ صراطِ مستقیم اور شاہراہ حق پر گامزن رہے' عوام کو دلیل سے قائل کرے لیکن صرف گفتار کی غازی نہ بنے بلکہ اُس کا کردار بھی بے داغ ہو اور سورۂ صف کی اُس آیت کی زد میں نہ آئے ''کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں''۔ مذہبی سیاسی جماعتوں کو خاص طور پر اِس طرف توجہ دینی چاہیے۔ اگر کوئی مذہبی جماعت اِس بات کی قائل ہے کہ جمہوری طریقے سے پاکستان میں اسلامی نظام لایا جا سکتا ہے تب بھی وہ راہِ حق کو ترک نہ کرے۔ اُخروی فلاح کے حصول کی جدوجہد میں اگر انتخابات میں ہار ہو جائے تو ایسی ہار پر جیت کو سو بار قربان کیا جا سکتا ہے۔ عوام کو برائی سے آگاہ کرنا ہی نہیں، روکنا بھی ہمارا فرض ہے۔ قرآن پاک ایک بستی کی مثال دیتا ہے جس کے لوگ یوم سبت کے حوالے سے تین حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ قرآن پاک صرف اُن لوگوں کو نجات کی بشارت دیتا ہے جو شرعی قانون کی خلاف ورزی کرنے پر دوسروں کو روکتے تھے۔ لہٰذا قیادت سیاسی ہو یا مذہبی اُس کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ یہ دولت، یہ اقتدار دھوپ اور سائے کی مانند ہیں۔ اگر یہ روایت درست ہے کہ ساری دنیا کو فتح کرنے کے خواہشمند سکندر اعظم نے مرتے ہوئے کہا تھا کہ میری لاش اِس طرح روانہ کرنا کہ دونوں ہتھیلیاں کھلی ہوں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ سکندر اعظم خالی ہاتھ جا رہا ہے تو یہ سب حکمرانوں کے لیے عبرت کا معاملہ ہے۔ خاص طور پر قیادت کو سمجھنا چاہیے کہ چند روزہ اقتدار کی خاطر ابدی زندگی برباد کر لینا بہت بڑا خسارا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پوری تندہی سے نَہِی عَنِ الْمُنْکَر کا فریضہ انجام دیں۔ اس لیے کہ ہماری اُخروی نجات اور فلاح اس فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ رب العزت ہماری نصرت فرما۔ آمین

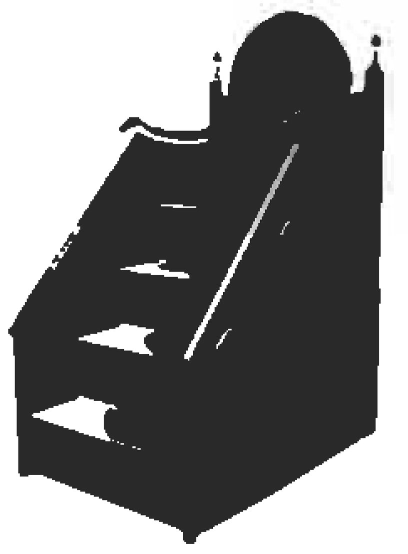

کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا

(سورۃ النجم کی آیات 33 تا 41 کی روشنی میں)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن حکیم کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ النجم کی آیات 33 تا 41 کا مطالعہ کریں گے ۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے ایک شخصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے انتہائی اہم نکتہ بیان کیا کہ انسان خود جو سعی کرتا ہے اسی کے مطابق اس کو اس کا پھل ملے گا۔ یعنی انسان خود جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔ کوئی دوسرا اس کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ ارشاد ہوا:

﴿اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾﴾ ’’پھر (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کیا آپ نے اُس شخص کو بھی دیکھا جس نے پیٹھ موڑ لی؟‘‘

﴿وَ اَعۡطٰی قَلِیۡلًا وَّ اَکۡدٰی ﴿۳۴﴾﴾ ’’تھوڑا سا دیا اور پھر سخت ہو گیا۔‘‘

قرآن جب کسی انسانی کردار کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کا مقصد ہماری اصلاح ہوتا ہے ۔ اگر اچھے کردار کا تذکرہ آرہا ہے تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اوصاف ہم اپنے اندر بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اگر کسی بُرے کردار کا تذکرہ آرہا ہے تو گویا ہمیں ایسے کردار سے ڈرنا چاہیے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے ۔ یہی ان آیات کا مقصد ہے ۔ یہاں جس شخصیت کے کردار کا تذکرہ آرہا ہے اس سے مراد مفسرین نے ولید بن مغیرہ لیا ہے ۔ یہ مشرکین کا ایک سردار تھا۔ مالدار لوگوں میں سے تھا اور حق قبول کرنے کے کچھ قریب آ گیا تھا اور لگتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول کر لے گا۔ اس کا اظہار اس نے اپنی محفل میں بھی کیا کہ مسلمانوں کی باتیں اچھی لگ رہی ہیں اور مجھے اپنی آخرت کی بھی فکر ہے کہ عذاب سے بچ جاؤں۔ لیکن کہتے ہیں کہ انسان جس قسم کی محفل اختیار کرتا ہے اسی طرح کے اثرات اس کے کردار پر مرتب ہوتے ہیں ۔ مصاحبین میں سے ایک نے کہا کہ اگر تجھے آخرت کا اتنا ہی خوف ہے تو تھوڑے سے پیسے دے میں تیرا ذمہ لے لوں گا، میں تیری جگہ بھگت لوں گا ‘ تو بچ جائے گا۔ یوں اپنے ان مصاحبین یا دوستوں کے پٹی پڑھانے کے نتیجے میں ولید بن مغیرہ پیچھے رہ گیا اور اس نے حق قبول نہیں کیا۔ یہاں ضمناً ایک بات عرض کر دینا مناسب ہو گا کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا انجام اچھا ہو تو ہمیں مجلس بھی اچھے لوگوں کی اختیار کرنی چاہیے۔ یہ بہت اہم بات ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المرء علی دین خلیله)) ’’انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔‘‘

اس بنیاد پر ہم اپنا جائزہ بھی لیں اور اپنی اولاد کا جائزہ بھی لیں کہ ہمارا اُٹھنا بیٹھنا کن لوگوں کے ساتھ ہے، کون ہمارے آئیڈیل ہیں، کون ہمارے رول ماڈل ہیں۔ کن کو دیکھ کر ہم چاہتے ہیں کہ ہم ایسے بنیں، کن کی سنتے ہیں، کن کی باتوں پر ہم زیادہ توجہ دیتے ہیں ۔ پھر اپنی اولاد کے بارے میں غور کریں کہ کیسے تعلیمی اداروں کے حوالے کر رکھا ہے۔ ان کے دوست احباب کیسے ہیں؟ اُٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں ہے؟ اگر نیک انجام مطلوب ہے، آخرت کی بھلائی مقصود تو ان سب چیزوں کو زیر غور لانا ہو گا۔

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾﴾ (التوبہ) ’’اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔‘‘

وہ سچے لوگ کہ جن کا قرآن نے تذکرہ بھی کیا ہے کہ وہ صاحب ایمان ہوں، جہاد کرنے والے بھی ہوں، یعنی کہ اللہ کے دین کی تعلیم، تبلیغ اور نفاذ کے لیے مسلسل جدوجہد کرنے والے ہوں اور خوف خدا رکھنے والے ہوں جیسے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آتا ہو۔ یعنی جس کی گفتگو کو سن کر، جس کے اعمال اور معمولات زندگی کو دیکھ کر، جس کے شب و روز کو دیکھ کر، جس کے پاس بیٹھ کر فکر آخرت پیدا ہو۔ آخرت کی یاد تازہ ہو جائے تو ان شاء اللہ وہ صاحب ایمان ہو گا۔ ایسے لوگوں سے جڑنے کی تلقین کی جا رہی ہے ۔ ورنہ بصورت دیگر اگر انسان حق کے راستے پر چلنے کی کوشش بھی کرے گا، نیکی کی طرف بڑھنے کی کوشش بھی کرے گا تو بُری صحبت اسے اس طرف بڑھنے نہیں دے گی۔ جیسا کہ ولید بن مغیرہ کے معاملے میں ہوا۔ وہ بھی حق کی طرف بڑھنا چاہتا تھا لیکن بُری مجلس کے بہکانے پر حق سے پیچھے رہ گیا۔ اُسے بہکانے والوں نے یہ کہہ کر بہکایا تھا کہ تجھے آخرت کا اتنا ہی خوف ہے تو کچھ پیسے ہمیں دے دو ہم تمہاری جگہ بھگت لیں گے۔ اسی حوالے سے آگے فرمایا:

﴿اَعِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡغَیۡبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾﴾ ’’کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے!‘‘

﴿اَمۡ لَمۡ یُنَبَّاۡ بِمَا فِیۡ صُحُفِ مُوۡسٰی ﴿۳۶﴾﴾ ’’کیا اسے خبر نہیں پہنچی اس بارے میں جو کچھ موسیٰ ؑ کے صحیفوں میں تھا؟‘‘

﴿وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾﴾ ''اور ابراہیمؑ کے (صحیفوں میں تھا) جس نے وفا کی انتہا کر دی!''
﴿اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾﴾ ''کہ نہیں اٹھائے گی کوئی جان کسی دوسری جان کے بوجھ کو۔''

حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو صحائف عطا کیے گئے اُن کے اندر بھی یہ ہدایت موجود تھی کہ روز محشر ہر ایک کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور ہر ایک کو اپنے کیے کی سزا یا جزا ملے گی ۔ یہ نہیں کہ ایک کی سزا دوسرے کو ملے ۔ یہ دنیا دارالامتحان ہے ۔ ہر ایک کو اللہ نے یہاں آزمائش اور امتحان کے لیے بھیجا ہے اور عمل کی آزادی بھی دی ہے۔ جیسے سورۃ الدھر میں فرمایا ہے:

﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾﴾ ''اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے چاہے ناشکرا ہو کر۔''

اب چاہے کوئی نیک عمل کرے یا بُرا اس کے مطابق ہی اس کو جزا یا سزا ملے گی اور یہ بات کم وبیش چھ مرتبہ قرآن میں آئی ہے۔ سورۃ مریم میں فرمایا:

﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾﴾ ''اور قیامت کے دن سب کے سب آنے والے ہیں اس کے پاس اکیلے اکیلے۔''

اسی طرح سورۃ لقمان کے آخر میں فرمایا کہ باپ بیٹے کی جگہ اور بیٹا باپ کی جگہ جواب نہیں دے گا۔ یہ پہلی اصولی بات ہے ۔ ہر ایک اپنا بوجھ خود اٹھائے گا، ہر ایک نے اپنا جواب خود دینا ہے، ہر ایک نے اپنے محاسبے کے لیے خود اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے ۔ سورۃ الحشر کے آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ﴾ (آیت:18) ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے!''

یہ قرآن کا مستقل موضوع ہے ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((من مات فقد قامت قیامته)) ''جو مر گیا اس کی تو قیامت واقع ہوگئی۔''

موت کے بعد عمل کی مہلت مکمل ہوگئی۔ اب اسے روز محشر اُٹھنا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور کوئی دوسرا کسی کا بوجھ اُٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوگا اور نہ ہو سکے گا۔ دنیا میں تو رشوت، سفارش، دھونس، دھمکی ہر حربہ استعمال ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ظالم کے کیے کی سزا بھی مظلوم کو دی جاتی ہے اور بعض اوقات انصاف کے پیمانے ہی بدل جاتے ہیں ۔ جیسے اوس اور خزرج قبائل میں یہ معاملہ دور جہالت میں تھا کہ بڑے قبیلے کا کوئی فرد قتل ہو گیا تو وہ کہتے تھے کہ بدلے میں ہم دس جانیں لیں گے کیونکہ ہمارا قبیلہ بڑا ہے۔ پوچھے کون کہ اگر ایک نے قتل کیا ہے تو نو کو کس بات کی سزا دی جا رہی ہے ۔ یہ ظلم معاشروں میں رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو اس وقت بھی یہ ظلم موجود تھا۔ آپ ﷺ نے اسلام کے ذریعے عدل قائم کیا۔ آج پھر ہم ایک ایسے دور میں آ گئے ہیں جسے بظاہر بڑا ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے اور انسانی حقوق ، آزادی اور بین الاقوامی قوانین کا ڈھنڈورا بھی بڑا پیٹا جاتا ہے لیکن بڑی اور طاقتور قوموں کے لیے قوانین کچھ اور ہیں بے کس قوموں کے لیے کچھ اور۔ نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر افغانستان میں پندرہ لاکھ شہید کر دیے ، پندرہ لاکھ سے زیادہ اپاہج کر ڈالے اور پوری قوم کا ستیاناس کر ڈالا۔ کس لیے؟ ان کا تصور یہی ہے کہ ہم بڑی قوم ہیں ہمارے ٹاورز کو گرایا ہم نے پچاس ملکوں کو ساتھ ملا کر پورے افغانستان کو تباہ کر دیا۔

یہ الگ موضوع ہے کہ ادھر افغان طالبان کو اللہ نے استقامت دی، انہوں نے اللہ پر توکل کر کے دکھایا، اللہ ان کو مزید استقامت عطا فرمائے ۔ چنانچہ امریکہ اور دیگر کو ناک رگڑنی پڑی ہے۔ پچاس ملکوں کی ٹیکنالوجی دھری کی دھری رہ گئی جس کا تصور کر کے ہی ہم آج پریشان ہو جاتے ہیں کہ ہم سات پردوں میں بھی چھپے ہوئے ہوں تو وہ ہماری شناخت کر کے ہمیں مار ڈالیں گے ۔ وہ ساری

پریس ریلیز 30 اپریل 2021ء

کرونا وبا سے نجات کے لیے دوا کے ساتھ دعا کی ضرورت ہے

شجاع الدین شیخ

کرونا وبا سے نجات کے لیے دوا کے ساتھ دعا کی ضرورت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان میں اگرچہ کرونا وبا تیزی سے پھیل رہی ہے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ حالات کسی حد تک کنٹرول میں ہیں۔ البتہ ہمسایہ ملک بھارت میں معاملات کنٹرول سے باہر ہو چکے ہیں اور وہاں نظام مفلوج ہو گیا ہے لہٰذا ہمیں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس طرح کی عالمگیر وبا یا تو اعمال کی سزا ہوتی ہے یا انسانوں کی آزمائش ہوتی ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ظاہری طور پر آج کا انسان جن برائیوں میں ملوث ہو چکا ہے اُس سے بر و بحر میں فساد پھیل گیا ہے اور یہ وبا ایک عذاب کی صورت محسوس ہوتی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اب بھی وقت ہے کہ ہم پلٹیں، اللہ کی طرف رجوع کریں، اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور آئندہ زندگی میں اللہ کی بندگی اختیار کریں۔ اگر اب بھی ہم نے توبہ نہ کی اور اللہ کے احکامات کی طرف رجوع نہ کیا تو نافرمان دنیا شدید پکڑ میں آ سکتی ہے۔ لہٰذا خاص و عام سب اللہ کے حضور سربسجود ہو جائیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور مستقبل میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جانے کا عزم کریں۔ تاکہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ٹیکنالوجی افغانستان کے اندر دفن ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے طالبانِ افغانستان کو استقامت اور عزت عطا فرمائی۔ اب کبھی ماسکو والے کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں آکے مذاکرات کرلو، کبھی چین سے آفر آرہی ہے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ شامل ہوجائیں۔ گوکہ آج کل ان کے لیے آزمائش کا معاملہ بڑھ گیا ہے اللہ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ دو چار ملکوں نے اَن آفیشلی بیٹھ کر کہا کہ افغانستان میں اسلامی حکومت نہیں آسکتی تو پھر ان کا جھگڑا کس بات کا ہے۔ صرف اس بات کا کہ ہم نے امارت اسلامیہ افغانستان قائم کی تھی، اس زمین پر اللہ کی شریعت نافذ ہوگی، لڑنا ہے تو آؤ ہم لڑنے بلکہ مرنے کے لیے تیار ہیں۔ جو قوم مرنے کے لیے تیار ہوجائے اس سے کون جیتے گا۔ اللہ تعالیٰ باقی تمام مسلمانوں کو بھی اور ان کے حکمرانوں کو بھی غیرت عطا فرمائے کہ ہم طالبانِ افغانستان سے توکل سیکھیں۔ ہم افغانستان کے طالبان کی بات کرتے ہیں ٹی ٹی پی اور اس طرح کی جماعتوں کو ہم نے کبھی سپورٹ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ طالبان افغانستان کو استقامت دے، ان کو اسلام ہی کے ساتھ مخلص رکھے اور اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال ہوگی۔ ان شاء اللہ!

اس آیت کریمہ کے ذیل میں اور بھی مباحث ہیں کہ جب کوئی بندہ مرجاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال بند ہوجاتا ہے لیکن بعض اعمال ایسے ہیں جو بندہ اگر کرکے گیا تو اس کے نامہ اعمال میں اضافے کا باعث بنتے رہیں گے۔ ان میں ایک صدقہ جاریہ والے اعمال ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”بندے کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال بند ہوجاتا ہے سوائے تین کاموں کے:

1۔ صدقہ جاریہ: بندے نے ایسا کام شروع کیا کہ جس سے آگے اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ مسجد تعمیر کی ہے، مدرسہ بنوا گیا ہے جہاں دین کی تعلیم دی جارہی ہے، کہیں سایہ کرنے کے لیے درخت لگا گیا، کہیں پانی کا انتظام کرگیا، اس کا مستقل فائدہ اللہ کی مخلوق کو پہنچ رہا ہے اور اس کا ثواب بھی مستقل اس بندے کو پہنچ رہا ہے۔

2۔ وہ علم جو دوسروں کو سکھایا اور جب تک لوگ اس علم سے فائدہ اٹھائیں گے، سکھانے والے کو مرنے کے بعد بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔ ان شاء اللہ!

3۔ نیک اولاد: ہماری سب سے بڑی انوسٹمنٹ ہے جب دعا کریں ماں باپ کے لیے تو ماں باپ کے اجر وثواب میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ!

دوسری قسم کے اعمال جو مرنے کے بعد بھی بندے کے نامہ اعمال میں اضافے کا باعث بنتے ہیں وہ گناہ جاریہ ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس نے اچھے طریقے کو، اچھے عمل کو، اچھی سنت کو جاری کیا جب تک لوگ عمل کریں گے اس کو بھی اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ اور جس نے کسی بری سنت (یہاں سنت لغوی مفہوم میں ہے) برے عمل، برے طریقے کو جاری کیا تو جب تک لوگ اس پر عمل پیرا رہیں گے تب تک جاری کرنے والے کے نامہ اعمال میں برائی لکھی جاتی رہے گی۔ بخاری شریف کی مشہور حدیث کے مطابق پہلا قتل قابیل نے ہابیل کا کیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت تک جتنے ظالمانہ قتل ہوتے رہیں گے اُن کا وبال قابیل کے کھاتے میں بھی جائے گا۔ اللہ ہم سب کی حفاظت کرے۔

اس آیت کے ذیل میں ایک بحث طلب نکتہ ہے یہ بھی ہے کہ جب بندہ اپنے والدین کے لیے دعا کرتا ہے، عزیز رشتہ داروں کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ ان پر رحمت نازل فرماتا ہے۔ سورۃ النجم میں آگے ارشاد ہوا:

﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾﴾ ”اور یہ کہ انسان کے لیے نہیں ہے مگر وہی کچھ جس کی اُس نے سعی کی ہوگی۔“

﴿وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿٤٠﴾﴾ ”اور یہ کہ اُس کی سعی عنقریب اسے دکھا دی جائے گی۔“

﴿ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿٤١﴾﴾ ”پھر اُس کو بدلہ دیا جائے گا پورا پورا بدلہ۔“

اس سعی سے مراد دنیا کے لیے کوشش نہیں ہے۔ یہاں تو اللہ انگوٹھے چھاپ کو بھی دے دیتا ہے اور محنت نہ کرنے والوں کو بھی بعض اوقات نواز دیتا ہے، بلکہ یہاں تو اکثر دوسروں کی محنت کی کمائی کوئی اور کھاتا ہے۔ دنیا آزمائش ہے۔ لہٰذا اس سعی سے مراد وہ سعی ہے جو بندہ آخرت کے لیے، اپنی اصل زندگی کے لیے کرتا ہے، یہاں جو اصل زندگی کے لیے جتنا کمائے گا اسی کے مطابق اس کو وہاں بدلہ دیا جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾﴾ (الزلزال)

”تو جس کسی نے ذرہ کے ہم وزن بھی کوئی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس کسی نے ذرہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔“

اندر کی نیتیں ہوں، زبان کے اقوال ہوں اور وجود سے کیے گئے اعمال ہوں، ان سب اعمال کے اثرات بھی ہوں گے۔ اثرات میں وہ صدقہ جاریہ بھی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو خیر اور اخلاص میں آگے بڑھائے اور گناہوں اور نافرمانیوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ امریکہ میں مقیم جٹ فیملی کا بیٹا، ڈاکٹر، عمر 27 سال، قد 5.8 فٹ، سنی اہلحدیث کے لیے زیر تعلیم لیڈی ڈاکٹر یا تعلیم مکمل (عمر 22 تا 24 سال تک) لاہور سے رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ فرمائیں۔

برائے رابطہ: 0300-4087448

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ پوٹھوہار، چکوال کے ملتزم رفیق ظفر اقبال کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0332-9130904

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور غربی کے رفیق محترم نور الحسن کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-9017624

☆ حلقہ پوٹھوہار، گوجر خان کے ملتزم رفیق محمد فیاض کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0346-5323335

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم محمد طلحہ کے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0331-9269977

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور غربی کے رفیق محترم میجر (ریٹائرڈ) فضل سبحان کی ہمشیرہ اور حلقہ کے ناظم تربیت محترم پروفیسر فضل باسط کی پھوپھی وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0334-9162113

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی کہ میرے پڑدادا کی نسل آگے نہیں چلے گی لیکن آج الحمدللہ میں بذات خود اور ہماری پوری نسل مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کے ثبوت کے طور پر موجود ہیں: ڈاکٹر محمد حماد لکھوی

مرزا قادیانی خود اپنے منہ سے کہتا ہے کہ میں انگریز کا کاشت کیا ہوا پودا ہوں اور انگریز کا وفادار ہوں: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

نبی انسانیت کے لیے نمونہ ہوتا ہے جبکہ مرزا قادیانی ایک بدکردار، شرابی، زانی اور فحش گو انسان تھا: محمد متین خالد

ردقادیانیت کے عقلی دلائل کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

ڈاکٹر محمد حماد لکھوی: رد قادیانیت کے حوالے سے بہت سی باتیں اہم ہیں۔ پہلی بات یہ سوچنی چاہیے کہ نبوت ورسالت کا منصب حالات کا تقاضا ہوتا ہے۔ جب ہم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک تمام انبیاء کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک خاص طرح کے حالات ہیں جو نبوت ورسالت کا تقاضا کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً لوگ حقیقی دین سے ہٹ چکے ہوتے ہیں، گزشتہ انبیاء جو تعلیم لائے وہ فراموش کر دی گئی ہوتی ہیں یا آسمانی صحائف میں تحریف کر دی گئی ہوتی ہے جس کے بعد کوئی نبی یا رسول آتا ہے اور وہ دوبارہ لوگوں کو آسمانی ہدایت کی طرف لاتا ہے۔ اب جبکہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت ہر اعتبار سے مکمل ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ نہ ہی کتاب الٰہی میں کسی قسم کی تحریف ہوئی ہے کہ کسی نئے نبی کی ضرورت پیش آئے، نہ ہی ایسا ہوا کہ لوگ نبی کو ماننا چھوڑ گئے ہوں تو ان کو بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے لیے کسی نئے نبی کی ضرورت ہو۔ اب جب نبی اکرم ﷺ کی نبوت ورسالت بھی عالمگیر ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات بھی محفوظ صورت میں موجود ہیں اور قرآن حکیم بھی پوری آب وتاب کے ساتھ اپنی علمی والہامی وجاہت لیے ہوئے موجود ہے تو ایسے حالات میں عقلی طور پر قطعاً کسی بھی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا کوئی بھی شخص ایسا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ حالات کے اعتبار سے بھی غلط ثابت ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا جو دعویٰ ہے وہ وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتا رہا ہے حالانکہ جس کا دعویٰ سچا ہوتا ہے وہ کبھی تبدیل نہیں کرتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''کیا یہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے؟ اور اگر یہ اللہ کے سوائے کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو اس میں وہ بہت سے تضادات پاتے۔'' (النساء:82)

جو آدمی بناوٹی اور جھوٹی بات کر رہا ہو اس کے دعوے میں تضادات کا ہونا یقینی اور فطری بات ہے کیونکہ ظاہر ہے ایک بندے کو یاد نہیں رہتا کہ میں نے کل کیا کہا

مرتب: محمد رفیق چودھری

تھا اور میں آج کیا کہہ رہا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب 23 برس میں نازل ہوئی لیکن اس کے باوجود اس میں کوئی تضاد اور اختلاف نظر نہیں آتا اور یہ بھی ایک دلیل ہے۔ جب ہم مرزا قادیانی کے دعویٰ کو دیکھتے ہیں تو اس میں دعوے کے اعتبار سے بھی تضاد موجود ہے۔ یعنی نبوت کا دعویٰ ہمیشہ نہیں رہا بلکہ کہیں الوہیت کا دعویٰ ہے اور کہیں نبوت کا دعویٰ ہے۔ پھر نبوت کے اندر بھی کبھی ظلی، کبھی بروزی نبوت کا دعویٰ ہے اور کبھی مہدیت کا دعویٰ ہے۔ لہٰذا اس دعوے کے تضادات از خود ثابت کرتے ہیں کہ یہ دعویٰ غلط ہے۔ کیونکہ کسی سچے دعوے کے اندر اتنے اختلافات اور تضادات نہیں ہوتے چاہے وہ مہدیت کا ہو یا کوئی نبوت کا ہو۔ اگر آپ مرزا کی کتاب روحانی خزائن کا مطالعہ کریں تو آپ کو اس میں دسیوں قسم کے الوہیت کے دعوے نظر آئیں گے، دسیوں قسم کے نبوت کے دعوے نظر آئیں گے اور پھر نبوت پہ بھی وہ نہیں ٹھہرا بلکہ اس کے بعد مہدیت اور مسیح موعود ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ لہٰذا ایک ہی شخص کے اتنے سارے اور مختلف دعوے یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ جھوٹا آدمی ہے۔

اسی طرح نبوت کے لیے جس زبان وبیان کی ضرورت پڑتی ہے وہ اعلیٰ، معیاری اور اخلاقی معراج پر ہوتی ہے۔ کبھی بھی ناشائستہ زبان کسی نبی کے لائق شان نہیں ہوسکتی۔ جبکہ مرزا قادیانی کی تصانیف دیکھی جائیں ان میں اس قدر غلیظ اور گھٹیا زبان استعمال کی ہوئی ہے کہ وہ عام آدمی کے بھی شایان شان نہیں ہے چہ جائیکہ وہ کسی نبی کے شایان شان ہو۔

اسی طرح نبی کا کردار بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔ وہ خیر البشر ہوتا ہے کیونکہ اسے باقی لوگوں کے لیے ایک مثالی زندگی کا نمونہ چھوڑنا ہوتا ہے۔ جیسے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے قرآن میں اللہ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21)''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے''

ہر شخص کو آپ ﷺ کی زندگی میں اعلیٰ نمونہ نظر آئے گا۔ جبکہ اگر آپ مرزا قادیانی کے حالات وکردار دیکھیں تو وہ ایک عام انسان کے کردار و اخلاق سے بھی گرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ کسی نبی کے حالات ہوں۔ لہٰذا اس کا کردار ہی اس بات کے لائق شان نہیں ہے کہ اس کے ساتھ اس طرح کے کسی دعوے کی مطابقت قائم ہوسکے۔

اسی طرح نبی عالی نسب ہوتے ہیں۔ نبوت کا

منصب عام لوگوں میں نہیں آتا ہمیشہ خاص لوگوں میں آتا ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا منصب دیکھیں۔ پورے عرب کے اندر قریش قبیلہ سب سے زیادہ معتبر تھا اور قریش میں بھی بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں بھی آپ کا خاندان سب سے معتبر تھا۔ جبکہ مرزا قادیانی کے خاندان کے بارے میں اتنے شکوک وشبہات ہیں کہ جن کا آج تک کوئی تسلی بخش جواب نہیں آسکا۔ لہٰذا حسب ونسب کے اعتبار سے جو کیفیت ہے وہ بھی اس کے دعوے کے رد کے لیے کافی ہے۔

آخری بات یہ کہ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل خود میں اور میرا خاندان بھی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے پردادا حضرت محی الدین عبدالرحمن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کے ہمعصر تھے اور ان کے درمیان مناظرانہ خط وکتابت بھی جاری رہی جس کا ذکر خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقت الوحی'' میں بھی کیا ہے۔ اس کے موجودہ ایڈیشن میں بھی جابجا میرے پردادا سے اس کے مباحث اور مناظروں کا ذکر موجود ہے۔ میرے چچا مولانا معین الدین لکھوی بتایا کرتے تھے کہ حقیقت الوحی کا جو پہلا ایڈیشن تھا، اس میں یہ واقعہ موجود تھا (جواب نکال دیا گیا ہے) کہ مولانا محی الدین عبدالرحمن (میرے پردادا) نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک خط لکھا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے مرزا کے حوالے سے راہنمائی فرما کہ یہ فتنہ ہے یا اس کے اندر کوئی سچائی موجود ہے تو اللہ نے خواب میں قرآن کی اس آیت کا اشارہ دیا کہ:

﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝۸﴾ (القصص) ''یقیناً فرعون، ہامان اور ان کے سب لشکر (اپنی تدبیر میں) خطا کار تھے۔''

یعنی خواب میں مجھے اللہ کی طرف سے بشارت ہوئی ہے کہ مرزا کا حشر بھی فرعون اور ہامان وغیرہ کے ساتھ ہے۔ اس خط کے جواب میں مرزا نے لکھا کہ میں نے بھی اللہ سے دعا کی تھی کہ محی الدین عبدالرحمن کے بارے میں مجھے راہنمائی فرما تو میرے اللہ نے مجھے راہنمائی کی ہے کہ:

﴿اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳﴾ (الکوثر) ''یقیناً آپ (ﷺ) کا دشمن ہی جڑ کٹا ہوگا۔''

لہٰذا اس نے اپنی پیشین گوئی کے طور پر ایک دعویٰ کیا کہ محی الدین عبدالرحمن کی نسل آگے نہیں چلے گی۔ جس وقت وہ یہ دعویٰ کر رہا تھا اس کو ''حقیقت الوحی'' میں درج کر رہا تھا۔ اس وقت میرے پردادا کی اولاد نرینہ موجود نہیں تھی۔ پھر مرزا کی زندگی میں ہی اللہ نے فضل کر دیا کہ میرے دادا مولانا محمد علی مدنیؒ کی پیدائش ہوئی۔ لوگوں نے جا کے مرزا سے کہا کہ تم نے اپنی کتاب میں دعویٰ کیا تھا کہ اس کی اولاد نہیں ہوگی لیکن اس کی اولاد نرینہ ہوگئی ہے تو اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں ایک بیٹا اگر ہو بھی گیا تو یہ نسل آگے نہیں جاسکتی۔ اب مرزا کے اس دعوے کو اللہ نے ایسے جھوٹا ثابت کیا میرے دادا مولانا محمد علی مدنی رحمہ اللہ کو اللہ نے چار بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں اور اب ان کی

> نبی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہوتا ہے جبکہ مرزا قادیانی نے اپنے لٹریچر میں بعض ایسی بیہودہ اور فحش باتیں لکھی ہوئی ہیں کہ کوئی مہذب آدمی باآواز بلند پڑھ بھی نہیں سکتا۔

اولادوں کو شمار کرنے کے لیے ہمیں باقاعدہ مردم شماری کرنی پڑے گی۔ لہٰذا میں جو اپنے پردادا کا پڑپوتا ہوں اور مولانا محی الدین عبدالرحمن کی اولاد ہونے کے حوالے سے اس بات کی دلیل ہوں کہ مرزا اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ میرے دادا بھی منبر پہ کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے کہ جس نے مرزا کے جھوٹے ہونے کی دلیل دیکھنی ہو وہ مجھے دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ قیامت تک ہماری نسل کو دین پر قائم رکھے اور دین کا علمبردار بنائے۔ یہ ہماری پوری نسل مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعوؤں کے جھوٹا ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے اور میں خود اسی دلیل میں شامل ہوں۔ میرے پردادا کو اللہ نے ایسی عزت اور شان عطا فرمائی کہ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں حالت سجدہ میں ہوا اور ان کی تدفین جنت البقیع کے اندر ہوئی۔ اس قبرستان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت ساری فضیلتیں بتائی ہیں۔ پھر میرے دادا کو بھی اللہ کے فضل وکرم سے 45 سال مسجد نبوی میں درس حدیث دینے کا شرف حاصل ہوا اور ان کی بھی جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: موجودہ دور میں قادیانیت کے پھیلتے ہوئے فتنے کو سمجھنے کے لیے اور اس کے زہر سے بچنے کے لیے آپ کو چند باتوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے:

1۔ اس وقت باقاعدہ ایک مہم چلائی جارہی ہے کہ ہم قادیانیوں کو آئینی طور پر کافر وغیر مسلم تسلیم کرتے ہیں اور آئین پاکستان انہیں مسلمان قرار نہیں دیتا۔ سب سے بڑی دلیل یہ بتائی جارہی ہے۔ میں یہاں پر ایک نکتہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ ہم قادیانیوں کو آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم بعد میں مانتے ہیں، سب سے پہلے ہم انہیں شرعی طور پر غیر مسلم مانتے ہیں کیونکہ آئین بدل سکتا ہے، آئین میں تبدیلیاں ہوتی ہیں، کچھ شقیں کاٹ دی جاتی ہیں، نئی ڈال دی جاتی ہیں، آئین کو معطل بھی کر دیا جاتا ہے تو اگر خدانخواستہ ایسی صورت ہو تو کیا ہم قادیانیوں کو غیر مسلم یا زندیق ماننا بند کر دیں گے؟ قطعاً نہیں۔ اس لیے کہ ہم سب سے پہلے قادیانیوں کو شرعی طور پر زندیق، غیر مسلم، دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

2۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ریاست پاکستان کے وفادار ہیں، وہ تو اسلام کے لیے ان کی خدمات بھی گنواتے ہیں۔ بہرحال اس کا آغاز دیکھ لیں کہ سب سے پہلے مرزا قادیانی خود اپنے منہ سے کہتا ہے کہ میں انگریز کا کاشت کیا ہوا پودا ہوں اور انگریز کا وفادار ہوں۔ جو محمد رسول اللہ ﷺ کی وفاداری کی بجائے تاج برطانیہ سے وفاداری کی بات کرے اس کی قسم کھائے، اس سے انعامات طلب کرے تو کیا وہ ہمارا وفادار ہوسکتا ہے؟

3۔ اسرائیل جو خود کو ایک نظریاتی صہیونی ریاست کہتا ہے، وہاں وہ کسی دوسرے مذہب کو برداشت کرنے کو تیار نہیں لیکن اس نے قادیانیوں کو وہاں باقاعدہ بیس کیمپ فراہم کیا ہوا ہے۔ اسرائیل میں کبابیل نامی گاؤں میں ہزاروں قادیانی کئی دہائیوں سے رہ رہے ہیں۔ اسرائیلی فوج میں 300 سے زائد قادیانی لڑکیاں خدمات سرانجام دے رہی ہیں، مردوں کی تعداد تو علیحدہ ہے۔ قادیانی لڑکیاں کیوں شامل ہیں؟ تاکہ وہ اپنے حسن وجمال سے، اپنی اداؤں سے، صہیونی تربیت سے ہمارے اندر گھس جائیں اور اس کے بعد ہمیں تباہ وبرباد کرسکیں۔ کیا یہ دلیل کم ہے؟ گزشتہ امریکی صدر ٹرمپ تک ایک قادیانی پاکستان کے خلاف شکایت لے کر پہنچ گیا۔ ایک عام سا آدمی دنیا کے طاقتور ملک کے سربراہ سے کیسے بات کرسکتا ہے، وہاں تک اس کی پہنچ کیسے ہوسکتی ہے؟ یقیناً اس کے پیچھے بین الاقوامی

طاقتیں ہیں۔

4۔ جب مودی نے اسرائیل کا دورہ کیا تو اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو قادیانی جماعت کے سربراہ شریف عودے کو ساتھ لے کر مودی سے ملا اور دونوں نے ایک دوسرے کو گلے سے لگایا اور ایک دوسرے کے لیے تہنیتی کلمات کہے۔ پھر شریف عودے نے کہا کہ آپ قادیانیوں کے تحفظ کے لیے جو کچھ انڈیا میں کر رہے ہیں میں اس کے لیے آپ کا مشکور ہوں اور ہم مل کر زیادہ کام کریں گے۔ یعنی کون کون مل کر کام کریں گے: قادیانی، بھارت اور اسرائیل۔ ظاہر ہے یہ کام کس کے خلاف ہوگا؟ یہی تین اس وقت مسلمانوں کے اجتماعی دشمن ہیں اور یہ ٹرائیکا ایک جگہ پر اکٹھے ہو کر ہمیں یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ہم مل کر کام کریں گے تو ہماری آنکھیں کب کھلیں گی؟

محمد متین خالد: قادیانیت کے باطل ہونے کے عقلی دلائل کیا ہیں؟ میں اس سلسلے میں چند گزارشات پیش کرنے سے پہلے تھوڑی گفتگو عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں کرنا چاہتا ہوں۔ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے، دین اسلام کی اساس ہے، یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ عقیدہ ختم نبوت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانیت کی فلاح کے لیے، ہدایت کے لیے انبیاء کرام کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا وہ حضور نبی کریم ﷺ پہ آ کر ختم ہوگیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، آخری پیغمبر، آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا قیامت تک۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ امت مسلمہ آخری امت ہے اس کو عقیدہ ختم نبوت کہتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی تقریباً ایک سو آیات مبارکہ اور حضور ﷺ کی تقریباً 210 احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ جاری ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی 1908ء میں مرا۔ اس وقت تک مرزا قادیانی کو مرے ہوئے 112 سال ہوگئے ہیں۔ اس عرصے میں کئی لوگ جن میں قادیانی بھی شامل ہیں، انہوں نے نبوت کے دعوے کیے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیانیوں نے ان کو کیوں نہیں تسلیم کیا؟ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے بعد اب تک مسیلمہ کذاب سے لے کر بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی نبوت کے دعوے کیے کیا قادیانی ان میں کسی کو نبی مانتے ہیں؟ قادیانی مذہب کے باطل ہونے کے عقلی دلائل چند ایک میں پیش کرتا ہوں:

1۔ نبی اپنی ذات میں ایک کامل نمونہ ہوتا ہے، اس میں بے شمار خوبیاں ہوتی ہیں۔ مرزا قادیانی کی کتب یا اس کے بیٹوں کی کتب کا اگر آپ مطالعہ کریں تو مرزا قادیانی ایک نمونہ کامل تو نعوذ باللہ بڑی دور کی بات ہے بلکہ وہ انتہائی بدکردار شخص ثابت ہوتا ہے۔ وہ آدمی شراب پیتا تھا، زنا کرتا تھا، نشہ کرتا تھا، غیر محرم عورتوں سے اس کے روابط تھے یہ سارا کچھ ان کے لٹریچر میں موجود ہے۔ جب ہم موازنہ کریں گے تو ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ نبی اس طرح کا نہیں ہوتا۔ نبی تو معصوم عن الخطاء ہوتا ہے، نبی اللہ تعالیٰ کا منتخب بندہ ہوتا ہے۔ کیا اللہ کے منتخب کردہ انسان سے ایسے افعال کی توقع کی جاسکتی ہے؟ یہ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک بڑی دلیل ہے۔

2۔ نبی کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنی وراثت نہیں چھوڑتا۔ حضور ﷺ نے اپنی کوئی وراثت نہیں چھوڑی۔ جبکہ مسیلمہ کذاب سے لے کر فتنہ قادیانیت تک جتنے بھی جھوٹے نبی ہیں انہوں نے وراثت چھوڑی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف وراثت چھوڑی بلکہ جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو انگریز سے بہت سی زمینیں حاصل کیں، بینک بیلنس حاصل کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی وراثت آج کے اربوں کی تھی۔

3۔ نبی کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ جہاں وہ فوت ہوتا ہے اسی جگہ پہ دفن ہوتا ہے۔ حضور ﷺ جہاں اس وقت آرام فرما رہے ہیں وہیں پر آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔ مرزا قادیانی لاہور برانڈرتھ روڈ میں مرا اور مال گاڑی پر اس کی لاش لے جا کر قادیان میں دفنائی گئی۔

4۔ دنیا میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و رسول تشریف لائے۔ ہر نبی کا نام مفرد ہے۔ مثلاً یوسف، اسماعیل، آدم، موسیٰ، ابراہیم، نوح، محمد ﷺ وغیرہ لیکن جتنے بھی جھوٹے نبی بشمول مرزا قادیانی تھے ان کے نام مرکب ہیں۔ یہ ان کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی عقلی دلیل ہے۔

5۔ نبی کا استاد کوئی نہیں ہوتا بلکہ نبی کو براہ راست اللہ سے راہنمائی اور تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ جتنے بھی سچے نبی آئے ہیں کسی کا بھی دنیا میں کوئی استاد نہیں تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں ذکر موجود ہے کہ وہ اپنے استادوں سے فارسی اور عربی پڑھتا رہا۔

6۔ سچے نبی کی ایک نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ شاعر، ادیب، مصنف نہیں ہوتا، وہ کتابیں نہیں لکھتا۔ مرزا قادیانی باقاعدہ طور پر شاعر بھی تھا اور اس کی شاعری بھی اس قدر گھٹیا شاعری تھی کہ جسے پڑھتے ہوئے بندے کو شرم آتی ہے۔ پھر اس نے تقریباً 83 کتابیں لکھیں۔ ان سے پیسہ حاصل کیا، اوٹ پٹانگ تاویلات، ختم نبوت کے خلاف، ناموس رسالت کے خلاف، اللہ رب العزت، نبی پاک ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ، مسلمانوں کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرتا رہا۔ میں قادیانیوں کو بھی چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس کی کتاب آریہ دھرم کا صفحہ 31 تا 34 کا مطالعہ کریں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کتاب کوئی اپنے گھر میں بلند آواز میں پڑھ ہی نہیں سکتا کہ اس قدر گندی باتیں اس میں مرزا قادیانی نے لکھی ہوئی ہیں۔

نبی کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم آتا ہے تو وہ اللہ کا حکم حاصل کرنے کے بعد اعلان نبوت کرتا ہے وہ نہیں دیکھتا کہ میری کتنی مخالفت ہونی ہے۔ مرزا قادیانی 1882ء سے شروع ہوا، 1901ء میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ درمیان میں یہ یوٹرن لیتا رہا اور مختلف تاویلات گھڑتا رہا۔ اس نے پہلے کہا کہ میں عالم ہوں، میں مناظر ہوں، میں مہدی ہوں، میں عیسیٰؑ ہوں وغیرہ یعنی 19 سال اس نے اپنا دعویٰ چھپائے رکھا۔

7۔ قادیانیوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ آخر کون سی ایسی چیز تھی جو قرآن وسنت میں موجود نہیں تھی اور وہ مرزا قادیانی نے آپ کو دی ہے اور آپ نے نبی اکرم ﷺ جیسی ہستی کو چھوڑ کر مرزا جیسے stupid آدمی کو نبی تسلیم کرلیا۔ ذرا سوچیے اس نے دنیا کو تہذیبی، سماجی، اخلاقی طور پر کیا دیا۔ قادیانیوں نے ماسوائے نفرت کے دنیا کو کچھ نہیں دیا۔ انہوں نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو غیر مسلم کہا۔ (جاری ہے)

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

عیدالفطر: اہمیت اور آداب

فرید اللہ مروت

عیدالفطر اہلِ اسلام کا ایک مذہبی تہوار ہے۔ عید کا لفظ عود سے بنا ہے جس کا معنی ہے لوٹنا، عید ہر سال لوٹتی ہے اور بار بار آتی رہتی ہے۔ اس کے ایک معنی خوشی اور مسرت کے بھی ہیں۔ فطر کے معنی روزہ توڑنا یا ختم کرنا۔ عید الفطر سے روزوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ اس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو روزہ اور عبادتِ رمضان کا ثواب عطا فرماتا ہے، لہٰذا اس تہوار کو عید الفطر کا نام دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عید الفطر وہ دن ہے جب لوگ رمضان کے روزوں سے فارغ ہوتے ہیں اور عید الاضحیٰ وہ دن ہے جب لوگ قربانیاں کرتے ہیں'' (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے صرف دو عیدیں ہیں۔ بعض لوگوں نے جو دوسری عیدیں ایجاد کر رکھی ہیں وہ بدعت ہیں اور شریعت میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

عید کا آغاز 624ء میں ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے پہلے اہلِ مدینہ دو عیدیں مناتے تھے، جن میں وہ لہو ولعب میں مشغول رہتے تھے اور بے راہ روی کے مرتکب ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ ان دونوں کی حقیقت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ عہدِ جاہلیت سے ہم اسی طرح دو تہوار مناتے چلے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر دو دن تمہیں عطا کیے ہیں، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن (ابوداؤد)

صدقہ فطر ادا کرنا:

عید الفطر کی مناسبت سے ایک اہم کام صدقہ فطر کی ادائیگی ہے۔ روزے کے دوران انسان سے جو بھول چوک یا غلطی ہوتی ہیں، اس کی تلافی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: ''آپ ﷺ نے صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لیے اور مساکین کی روزی کے لیے مقرر فرمایا۔'' (ابوداؤد)

صدقہ فطر کی مشروعیت نماز سے پہلے تک ہے، بہتر ہے کہ اسے رمضان ہی میں ادا کر دیا جائے تاکہ غرباء و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ یہ ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد عورت، چھوٹے بڑے، سب پر واجب ہے۔ صدقہ فطر گندم سے دینا چاہتے ہیں تو بازار میں دو کلو گندم (احتیاطاً) کی جو قیمت ہو اس کے مطابق دے۔ موجودہ ریٹ کے مطابق 140 روپے بنتے ہیں۔ کھجور اور کشمش وغیرہ میں دینا چاہتے ہیں تو ساڑھے تین کلو کی بازار میں جو قیمت ہے اس کے مطابق ادا کریں۔

چاند رات میں عید الفطر کی تیاری:

چاند رات، عید الفطر کی تیاری اور اسے منانے کے حوالے سے ہمیں اسلامی تعلیمات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ چاند رات دراصل عبادت اور فضیلت کی رات ہے۔ عید الفطر کی رات کو حدیث میں ''لیلۃ الجائزۃ'' یعنی انعام کی رات کہا گیا ہے۔

حضرت ابوامامہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے عبادت کرتا ہے (اور گناہوں سے بچتا ہے) اس کا دل (قیامت کے ہولناک اور وحشت ناک) دن بھی نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل (دہشت اور گھبراہٹ کی وجہ سے) مردہ ہوجائیں۔'' (ابن ماجہ، کتاب الصیام)

اس رات رمضان رخصت ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ 'مزدور' کو اس کی 'مزدوری' دیتا ہے، ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم نے ایک مہینہ میں کیا کھویا اور کیا پایا؟ رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں سے خود کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کرائی یا نہیں؟ اس لیے ہمیں اس رات اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور مغفرت اور دعاؤں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے اور ایسے اعمال سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتے ہوں۔

مگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اس رات بازاروں میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کا اس قدر اختلاط ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ شانوں سے شانے ٹکراتے ہیں، جب کہ حدیث میں آتا ہے کہ ''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھوئی جائے، یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اس کا جسم کسی ایسی عورت سے چھو جائے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے'' (رواہ البیہقی)

اس رات آپس میں چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق ہوتا ہے، لڑکیاں بے پردہ گھومتی ہیں، اجنبی مردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہنی جاتی ہے یا مہندی لگوائی جاتی ہے، یہ بھی زنا کی ایک شکل ہے۔ حدیثِ نبوی ہے:

حضرت ابوہریرۃ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے لیے اس کے حصہ کا زنا مل کر رہے گا، شہوت کی نظر سے دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، شہوانی باتوں کا سننا کانوں کا زنا ہے، اس موضوع پر گفتگو کرنا زبان کا زنا ہے، پکڑنا ہاتھ کا زنا ہے، اس کے لیے چل کر جانا پیروں کا زنا ہے، خواہش اور تمنا دل کا زنا ہے اور شرم گاہ یا تو زنا کا عمل کر بیٹھے گی یا ارتکاب سے رک جائے گی (بخاری)

یہ کام اس وقت انجام پاتے ہیں، جب رمضان کو گزرے ہوئے ایک دن بھی نہیں ہوتا اور ان کو عید کے نام پر کیا جاتا ہے جب کہ عید، رمضان المبارک کے ذریعے ایک مہینہ کی ٹریننگ کے بعد تربیت کو ناپنے کا ذریعہ ہے کہ اب ہم اس خوشی کے موقع پر کون سا رویہ اختیار کریں گے؟ وہ جو شیطان کو پسند ہے یا وہ جس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تعلیم دی ہے اور اس میں ہم اپنے نفس کی پیروی کریں گے یا احکام شریعت کی اتباع کریں گے؟

اس وقت والدین، خاص طور پر ماؤں کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کی عید کی تیاری میں کن چیزوں کا خیال رکھ رہی ہیں، ان کے لباس اور زیب وزینت کے سامان میں اسراف وتبذیر اور نمائش سے کام لے رہی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور جس کو شیطانی عمل کہا گیا ہے یا حکمت اور تدبر سے ان کے دلوں کو خوش کر رہی ہیں کہ یہ ان کا حق ہے۔ قرآن کریم نے اسراف اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ۭ وَكَانَ

الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴿۲۷﴾ ''یقیناً مال کو فضول اڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔اور یقیناً شیطان اپنے رب کا بہت ہی ناشکرا ہے۔'' (بنی اسرائیل)

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال سے نوازا ہے تو اس کی اتنی نمائش نہ کریں کہ غریبوں کا زندہ رہنا مشکل ہو جائے، بہت قیمتی کپڑے اور دوسری چیزیں اپنے بچوں پر نہ لادیں کہ ان کو دیکھ کر غریبوں پر گراں گزرے، اسی لیے کہا گیا ہے کہ غریب کے گھر کے سامنے گوشت کی ہڈیاں یا پھلوں کے چھلکے نہ پھینکے جائیں کہ اس کے بچے بھی دیکھ کر مانگنے لگیں اور وہ بے چارہ غم کے آنسو پی کر رہ جائے۔

عید الفطر کی دعوتیں:

صاحبِ مال کو عید کے موقع پر غریبوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی اس خوشی میں شامل ہو سکیں۔انھیں اس دن اپنے گھروں میں بلانا چاہیے اور خود بھی ان کے یہاں جانا چاہیے، تاکہ ان کو الگ تھلگ ہونے کا احساس نہ ہو۔وہ یہ نہ بھولیں کہ آج مسلمانوں میں غریبوں کی تعداد زیادہ ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثریت نے زکوٰۃ دینا چھوڑ دیا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے غریبوں کے لیے مقرر کیا ہے۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اپنا اسٹیٹس دیکھ کر دوست احباب کو بلاتے اور ان کی دعوتیں کرتے ہیں اور غریبوں کو ایک طرف کر دیتے ہیں۔اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔نبی کریم ﷺ نے غریبوں کا خاص خیال رکھنے کی بارہا تاکید کی ہے۔حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔'' (راوی حدیث کہتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس عبادت کرنے والے کی طرح ہے جو سست نہیں ہوتا اور اس روزے دار کی طرح ہے جو ناغہ نہیں کرتا۔'' (بخاری)

دوسری طرف عید الفطر کے موقع پر غریب بھی صبر و شکر سے کام لے کر قناعت کا تاج اپنے سر پر رکھیں۔اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہ کریں کہ وہ ہمیں کیوں نہیں دیتا اور نہ اپنے بیوی بچوں کو دوسروں کے مال پر حسرت کرنے دیں۔پیوند لگے کپڑوں میں تقویٰ و صبر کے ساتھ جو شان ہے وہ ریشمی لباس میں نہیں۔اللہ تعالیٰ نے جن کو غریب بنایا ہے وہ مالداروں سے 500 سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ انبیاء کرام کے طریقے پر ہیں، اگر وہ صبر و شکر سے کام لیں اور لالچ یا سوال کی ذلت نہ اٹھائیں۔حضرت اسامہ بن زید ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والے زیادہ تر مساکین ہیں اور مال دار لوگوں کو (حساب کے لیے) روکا ہوا تھا۔البتہ جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا گیا تھا۔'' (بخاری)

اس لیے عید کے دن اللہ تعالیٰ سے شکوہ شکایت کرنے کی ضرورت نہیں۔عام دن کی طرح یہ دن بھی گذر جائے گا۔رب کعبہ کی قسم دنیا کی رنگینیاں انہی کو ستاتی ہیں جو موت سے غافل ہیں اور اسی کو کل سمجھتے ہیں، اس لیے ایک دن کی خاطر غریبی کو داغدار نہ ہونے دیں۔اللہ تعالیٰ اس کا بہترین اجر عطا فرمائے گا (ان شاء اللہ)

دوسری بات یہ کہ عید کے موقع پر ہمیں کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان، برما اور مصر وغیرہ کے مسلمان، خصوصاً وہاں کے معصوم بچوں کو نہیں بھولنا چاہیے۔اگر ہم ان کے لیے یہاں سے کچھ کر نہیں سکتے تو کم از کم ان کی پریشانیوں اور مسائل کو یاد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا تو کر سکتے ہیں کہ ان کے مسائل حل کرے اور انھیں بھی ہماری طرح خوشیاں منانے کا موقع عنایت کرے۔

عید کی سنتیں:

(1) غسل کرنا (2) مسواک کرنا (3) صبح جلدی اٹھنا (4) حسبِ استطاعت نئے کپڑے پہننا (5) خوشبو لگانا (6) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا۔حضرت انس ؓ سے مروی ہے۔''نبی کریم ﷺ عید الفطر کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے۔عموماً ان کی تعداد طاق ہوتی تھی۔'' (بخاری)

(7) عید گاہ پیدل جانا اور ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔اس سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے اور غیروں کو مسلمانوں کی اجتماعیت کا بھی احساس ہوتا ہے۔حضرت ابو رافع ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور جس راستے سے جاتے تھے، اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس آتے تھے (ابن ماجہ)

(8) راستے میں تکبیریں (اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد) پڑھتے ہوئے جانا، ہم سب کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے، نوجوان طبقہ عموماً آپس میں ہو ہا اور دنیا بھر کی فضول باتیں کرتا ہوا جاتا ہے۔اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(9) خطبہ سننا: نمازِ عید الفطر کے بعد امام خطبہ دیتا ہے، اس کو سن کر جانا چاہیے، اکثر لوگ نماز ختم ہوتے ہی بھاگنے لگتے ہیں۔خطبہ میں عید الفطر سے متعلق مذہبی ذمہ داریوں کی تلقین کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی معافی مانگی جاتی ہے، عالمِ اسلام اور بنی نوع انسانیت کی بھلائی کے لیے خصوصی دعائیں کی جاتی ہیں، جن کو قبولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔حدیثِ نبوی ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا! جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر فرماتا ہے اور پوچھتا ہے: اے میرے فرشتو! اس مزدور کی کیا جزا ہے جو اپنا کام مکمل کر دے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو پورا اجر و ثواب عطا کیا جائے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور باندیوں نے اپنا فرض ادا کیا پھر وہ (نمازِ عید کی صورت میں) دعا کے لیے نکل آئے ہیں، میری عزت و جلال، میرے کرم اور میرے بلند مرتبہ کی قسم! میں ان کی دعاؤں کی ضرور قبول کروں گا، اللہ تعالیٰ پھر فرماتا ہے: بندو! گھروں کو لوٹ جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں! پھر وہ بندے عید کی نماز سے اس حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔''

عید کے دن نبی کریم ﷺ کی دعا

''اے اللہ! ہم آپ سے پاک صاف زندگی اور ایسی ہی عمدہ موت طلب کرتے ہیں۔خدایا ہمارا لوٹنا (عید کی نماز سے) رسوائی اور فضیحتی کا نہ ہو۔خدایا! ہمیں اچانک ہلاک نہ کرنا اور نہ اچانک پکڑنا اور نہ ایسا کرنا کہ ہم حق ادا کرنے اور وصیت کرنے سے بھی رہ جائیں۔خدایا! ہم تجھ سے حرام اور سوال سے بچنے، غنا، بقا، ہدایت اور دین و دنیا میں انجام کی بہتری طلب کرتے ہیں اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں، شک سے، نفاق سے یعنی انتشار اور جدا جدا ہونے سے، دین کے کاموں میں ریاکاری اور دکھاوے سے۔اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل ہدایت کے بعد ٹیڑھے نہ کرنا اور ہمیں اپنی خاص رحمت عطا فرمانا، بے شک تو بہت کچھ دینے والا ہے۔'' (رواہ طبرانی)

''اللہ کرے تجھ کو عطا جرأتِ کردار!''

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

رمضان اسلامی تاریخ میں نمایاں ترین فتوحات لے کر آتا رہا۔ صرف تزکیہ، روحانی نعمتوں کا حصول، تقویٰ، رحمت، مغفرت اور عذاب جہنم سے نجات ہی نہیں باران رحمت کی طرح برستے رہے اور سمیٹے گئے۔ برسرِ زمین مقصد بعثت رسول ﷺ کی تکمیل کے اہتمام کو بدرجہ اولیٰ اس ماہ مبارک میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔

﴿هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۳۳﴾ (التوبہ)

''وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام ادیان پر غالب کر دے، خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔''

نزول قرآن کا مہینہ غلبۂ دین کی جدوجہد سے فطری مناسبت رکھتا ہے۔ انفرادی سطح پر حصول تقویٰ، نصاب زندگی (قرآن کی دہرائی، اسباق کی بذریعہ قراءت و بذریعہ عمل پختگی مطلوب ہے۔) فرد، گھر، خاندان، بستی، ملک، ملت سبھی پر دین غالب ہو۔ ''قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن'، روبہ عمل آسکے۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلمان
'' اللہ کرے تجھ کو عطا جرأتِ کردار!''

رمضان اسی جرأتِ کردار کی تربیت کا مہینہ ہے۔ سو ہم نے دیکھا کہ تربیت پانے والے پہلے ہی رمضان میں ایمان کی مشکل ترین آزمائش غزوۂ بدر میں 17 رمضان المبارک کو بے مثل کامیابی سے نوازے گئے۔ وہ دن یوم الفرقان، حق و باطل کے مابین کسوٹی کا دن قرار پایا۔ رہتی دنیا تک کے لیے یہ پیغام لیے کہ قوت کا راز کلمہ لاالٰہ الا اللہ میں ہے۔ مادی قوت فتح و نصرت، ایمانی معرکوں کی بنیاد نہیں ہوا کرتی۔ اور پھر 8 ہجری 20 رمضان المبارک میں فتح مکہ نے اس پر مہر ثبت کر دی۔ قیام پاکستان کی بنیاد بھی محمد بن قاسمؒ کے 17 سالہ ایمان اور جرأتِ کردار کے ہاتھوں 711ء کے رمضان ہی میں رکھی گئی۔ اس آئینے میں ذاتی، قومی، امت کی سطح پر اپنے رمضان کی ایمانی کمیت و کیفیت دیکھے جانچے جانے کی ضرورت ہے۔ ہم کس حال میں ہیں؟

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے!

بہ حیثیت عبادت اور اس سے متعلق رسمیات تو ہیں مگر روح عنقا ہے۔ جس دین کو پوری دنیا کے لیے انسانی جتھوں کے ظلم وقہر، استحصال اور عالمی لوٹ مار کی گرم بازاری سے نجات کا سامان بنتا تھا، وہ خود آج اپنے ماننے والوں کے درمیان اجنبی ہے۔ پاکستان کس حال میں ہے؟ امانت و دیانت؟ صداقت وعدالت؟ تجارت، معاملات، معاشرت، معیشت سیاست ہر دائرہ بدترین ابتری اور افراتفری کے عالم میں ہے۔ اسلام کے سوا سبھی کچھ موجود ہے۔ قانون اور تعلیم تک اسلام سے بے گانہ و بے بہرہ ہے۔ نتیجہ بھی قرآنی ہے۔ یہود کے نقش قدم پر اللہ رسول سے بے نیازی برتی، حدودِ شرع پامال کیں، نافرمانیوں، حد شکنیوں کے طومار باندھے تو ''ذلت وخواری، پستی وبدحالی ان پر مسلط ہوگئی''۔ (البقرہ: 61) نبی مکرم ﷺ کی ناموس کا تحفظ کرنے کے نام پر جو کچھ ملک بھر میں ہر سطح پر ہوا، اس سے ہماری ایمانی اور انتظامی حالت کی ابتری ہی سامنے آئی۔ ایک مقدس اور مقدم فریضہ تو کیا نباہتے......لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ کا نتیجہ سامنے آیا۔ سوشل میڈیا پر 295-C کو بازیچۂ اطفال بنایا گیا، زبان درازیوں میں کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ اس سے یہ پہلو بھی واضح ہوا کہ بار بار بھونڈے طریقوں سے اس نہایت حساس معاملے کو اچھالا جاتا رہا۔ مسلسل دھچکے پہنچائے جاتے رہیں۔ لوگ عادی ہو جائیں۔ مظاہرے عوام الناس کے لیے اذیت، معیشت کی تباہی، جانوں کی ہلاکت کا سامان لے کر آئیں۔ قابو سے باہر ہونے دیا جائے۔ تا آنکہ ایشو تنازع بنے، ضعف کا شکار ہو اور کسی دن افراتفری ہی میں یہ بیش قیمت کمبل چرانے کا سامان ہو جائے۔ خدانخواستہ۔ جس بھونڈی بے تدبیری کا منظر برپا کیا گیا وہ بہت سے سوال اٹھاتا ہے۔ آخر میں یہ اذیت ناک حقیقت سامنے لا رکھی گئی کہ ہم فقیروں کا معاشی مقدر (کفر کی) جن قوتوں، FATF، آئی ایم ایف کے ہاتھوں گروی رکھا ہے، وہاں ہم میں دم مارنے کی مجال نہیں۔

ملک میں بلند پروازی تو صرف اشیائے صرف کا مقدر ہے۔ سو عوام سسک رہے ہیں۔ حکومتی اللوں تللوں اور ہر سطح کی بدستور کرپشن نے ہمیں ظالم عالمی ساہوکاروں، مہاجنوں کے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ جہاں چینی آٹے جیسی بنیادی انسانی ضروریات مسلسل مافیاز کے کنٹرول میں رہیں۔ دودھ کے نام پر ملک بھر میں ہمہ نوع محلول میسر ہوں جن میں سبھی کچھ ہو سوائے دودھ کے۔ دالیں تک غریب کی پہنچ سے باہر ہوں۔ گوشت کا تصور محال ہو۔ پھل عیاشی کے زمرے میں آئے۔ (کورونا کے ہاتھوں فائیو اسٹار نجی ہسپتالوں میں بلا روک ٹوک لوٹ مار جاری ہے۔) فلاحی مملکت کے نام پر فقیر، بھیک منگے بنا کر قوم کو پیسہ بانٹا جائے، بجائے مواقع روزگار دینے کے۔ ایک اسلام آباد ہی کو دیکھ لیں تو سبزی کی ریڑھیاں تجاوزات کی آڑ میں جب چاہیں سی ڈی اے کے اہلکار الٹا دیں، ٹرکوں میں لاد کر چل دیں۔ سبزی منڈی سے افسران کے گھروں میں مفت سبزی پھل کی فراہمی کا بھتا روا ہو۔ دیہاڑی اول تو میسر نہ آئے۔ مل جائے تو جا بجا کام کروا کر مزدوری دینے سے ٹھیکے دار مکر جائے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ہر سطح پر لاقانونیت اور لاٹھی بھینس والا قانون حکمران ہے۔ لنگر کھول دو۔ عزت نفس روند کر بھیک کی روٹی، سر چھپانے کا وقتی ٹھکانا اور پیسے بانٹ دو۔ خاندان کیا اس پر پالے جا سکتے ہیں؟ نتیجہ یہ ہے کہ غریب مرد چرس پیتا نشے میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔ عورت گھروں میں کام کرتی اور بچے گلیوں میں رل کر بیمار، ننگے پیر، روتے دھوتے پلتے ہیں۔ کوڑے کے ڈھیروں پر سے الا بلا کھا کر بیمار ہوتے ہیں۔ دوا دارو کے بغیر ادھ موئے ماں باپ کی مجبوریوں کے ہاتھوں مر جاتے ہیں۔ یہ ہے ریاست مدینہ کی موجودہ فلاحی مملکت کا ایکسرے، جبکہ اصل وہ تھی جہاں مستحقین زکوٰۃ تلاش کرنا ممکن نہ رہا تھا۔ اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر!

رمضان میں امت کس حال میں ہے؟ مقبوضہ بیت المقدس میں یہودی فلسطینیوں پر چڑھ دوڑے ہیں۔

ان کا رمضان افطار پر پابندی (مقبوضہ بیت المقدس کے قدیم حصے میں) جھڑپوں میں زخمی ہوتے، آنسو گیس کے گولے کھاتے گزر رہا ہے۔ فلسطینیوں کے امیر رشتہ دار یعنی اماراتی، بحرینی ودیگر اسرائیل سے پینگیں بڑھانے میں مصروف ہیں۔ بھارت سے ان کی محبت بھی کچھ کم نہیں۔ معاشی سوکھے کے مارے پاکستان کو بھی اب اماراتی، بھارت کے ساتھ ڈھب پر لانے کی کوشش میں ہیں۔ پاکستان کے طول وعرض میں مندروں کی بحالی اسی کا تسلسل ہے۔ فیصل ایدھی بھی بھارتی کورونا میں مفت خدمات کی پیشکش کرتے نظر آ رہے ہیں! شام، یمن حسب سابق ہے۔ سری لنکا، روہنگیا مسلمانوں کا کوئی والی وارث نہیں۔ ہم ان سے منہ موڑے دونوں مسلم کش حکومتوں سے محبت کی پینگیں بڑھانے میں مکمل بے حسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

ادھر افغانستان میں امریکہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن میں گرفتار ہے۔ مخمصوں کی دلدل میں دھنسا امریکا، تاریخ کی تیسری عالمی طاقت ہے جو باعزت انخلا کی تلاش میں ہے۔ طالبان کا دوٹوک موقف آڑے آ رہا ہے۔ بیس سالہ جنگ، دنیا کی جنگی تاریخ کا عجوبہ ہے۔ افغانستان (اور عراق) میں کیا کچھ استعمال ہوا۔ خود ان کی رپورٹ کے مطابق MOAB، 21 ہزار پاؤنڈ کا سب سے بڑا بم۔ ڈیزی کٹرز، الیکٹرومیگنیٹک برسٹ ہتھیار، لیزر ہتھیار، بنکر بسٹر، ڈیپلیٹڈ یورینیم تک استعمال ہوئے۔ رپورٹ میں کہا: ہم نے ہر قسم کے ہتھیار بنا رکھے ہیں۔ ہم انہیں استعمال کریں گے۔ اگر وہ کامیاب ہوجائیں اور کسی کو اس بارے میں پتہ نہ چلے تو خاموشی ہی بہتر ہے۔ ساری قیامت افغان قوم اور طالبان نے اپنی جانوں پر لیں۔ پھر کیا ہوا؟ ملین ڈالر سوال تو بنتا ہے کہ کھربہا کھرب ڈالر لٹا کر، تاریخی شکست اگر سارے اتحادیوں سمیت اٹھائی تو کیوں اور کیسے؟ اب کمال تو یہ ہے کہ طالبان کو ڈھب پر لانے کو ترکی میں 10 روزہ کانفرنس کا اہتمام (افغان امن کی خاطر) منہ تکتا رہ گیا۔ طالبان نے شرکت سے صاف انکار کردیا۔ امریکا سے دوحہ معاہدے کے مطابق مئی میں انخلا پر مصر ہیں۔ سوکھیانی سی وزرائے خارجہ کانفرنس ترکی پاکستان افغانستان کی شرکت سے ہوگئی۔ اندرون افغانستان طالبان فتوحات کے سفر پر رواں دواں ہیں۔ بیس سال کا موازنہ دونوں ہمسایہ ممالک کی پالیسی اور نتائج کے حوالے سے اہم ہے۔ پاکستان کی امریکا کے آگے گھٹنے ٹیک، دین فروش اتحادی پالیسی دیکھیں۔ ادھر نتائج وعواقب سے بے پرواہ پوری دنیاوی طاقتوں کے مقابل کلمے کی قوت پر یکا وتنہا رب تعالیٰ کی حکمرانی اور کبریائی کے داعی طالبان! نتیجہ سامنا ہے۔ آج تحفظ ناموس رسالت کے تناظر میں دیکھیے! مطالبے کرنے کے لیے طاقت، قوت، جرأت کردار، شجاعت درکار ہوتی ہے، صرف انگریزی دانی اور بڑھکوں کی بنیاد پر بڑے مقاصد حاصل کرنا ممکن نہیں! ہماری خام خیالیوں کو نہتے طالبان کی ایمانی واخلاقی قوت آئینہ دکھاتی ہے!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(15، 16 اپریل 2021ء)

جمعرات (15 اپریل 2021ء) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (16 اپریل 2021ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

سوشل میڈیا اور سیٹلائٹ چینلز پر دروس، مختصر کلپس اور دورہ ترجمہ قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ تحدیث النعمت کے طور پر امیر محترم نے بتایا کہ 12:30 بجے سے پونے دو بجے تک اپنے بیٹے کی امامت میں نماز تراویح ادا کر رہے ہیں۔ APTECH (IT کا ادارہ) کے ہاں درس کا سلسلہ ہوا۔ اس میں 150 کے قریب طلبہ شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں ان کے کیمپس سے طلبہ نے آن لائن بھی شرکت کی۔ باقی معمول کی مصروفیات جاری ہیں۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”مسجد جامع القرآن مین روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا“ میں

23 تا 29 مئی 2021ء (بروز اتوار نماز عصر تا ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

28 تا 30 مئی 2021ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء

اور امراء ونقباء ومعاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9603577 - 0300-9603045

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

اعتکاف اور لیلۃ القدر

ڈاکٹر سعید احمد

اعتکاف

رمضان کے دوران ایک اہم ترین عبادت اعتکاف ہے۔ اعتکاف میں تو بندہ اپنے مالک کے بہت قریب پہنچ جاتا ہے۔ اسلام میں جتنی عبادات ہیں، وہ انسان کی زندگی کا تزکیہ کرنے، اس کی سوچ کو ایک مخصوص سانچے میں ڈھالنے اور اس کے قدموں کو طے شدہ منہج پر چلانے کا ذریعہ ہیں۔ اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے جس میں ایک محدود مدت کے لیے بندہ دنیوی مصروفیات سے وقت نکال کر مکمل طور پر خود کو اللہ کی عبادت، اپنی اصلاح اور فکر آخرت میں مشغول کر لیتا ہے۔ اعتکاف کے دوران لیلۃ القدر کی تلاش اور اس کے ذریعے اللہ کی رضا بندۂ مومن کا مطمحِ نظر ہوتا ہے۔ اعتکاف کا لفظی معنیٰ خود کو روکے رکھنا، کسی چیز کو مضبوطی سے قائم رکھنا اور کسی مقصد سے مکمل وابستگی اختیار کرنا ہے۔

اعتکاف پر عمل پیرا ہونے کا بہت زیادہ اجر ہے۔ اعتکاف کے دوران ایک مومن مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اور اللہ سے لو لگائے اس بات کا ہر لمحے بزبانِ حال اعلان کرتا ہے کہ اس نے خواہشاتِ نفس کی اکساہٹوں کو روک دیا ہے اور اللہ سے مضبوط تعلق قائم کر لیا ہے۔ روزے کے دوران صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک مومن خود کو کھانے پینے اور جنسی تعلقات سے روکے رکھتا ہے۔ روزہ افطار ہونے کے وقت سے لے کر اگلی صبح صادق تک وہ کھانے پینے اور اپنے شریکِ حیات سے تعلقاتِ زن وشو قائم کرنے میں آزاد ہوتا ہے مگر اعتکاف کے دوران دن اور رات کے کسی بھی حصے میں جنسی تعلقات قائم کرنا حرام قرار پاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں اسے ’تبتل‘ کے جامع لفظ سے واضح کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس لفظ ’تبتل‘ کا مکمل مفہوم تو کسی دوسری زبان میں ایک لفظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا مگر تفہیم کے لیے کہا جا سکتا ہے کہ سب سے کٹ کر ایک (اللہ) کا ہو رہنا۔ اس لحاظ سے اعتکاف تبتل کا بہترین مظہر ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اعتکاف کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اس پر عمل کیا ہے۔ سید مودودیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

’’نبی ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں قیام فرماتے تھے اور آپ ﷺ کا یہ معمول عمر بھر رہا۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد آپ ﷺ کا وہ معمول ہے جو مدینہ طیبہ میں رہا کیونکہ رمضان کے روزوں کا حکم مدینہ طیبہ میں آیا تھا۔ دوسرے یہ کہ مکہ میں اس وقت تک سرے سے کوئی مسجد ہی نہ تھی اور مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں اعتکاف کرنے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ اس لیے اس سے مراد یہی ہے کہ قیامِ مدینہ طیبہ میں آخر وقت تک حضور ﷺ کا یہ معمول رہا کہ آپ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔‘‘ (کتاب الصوم، ص 267۔268)

یہ اس حدیث کی تشریح ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے اور جو متفق علیہ احادیث میں سے ہے۔

رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کی حکمتوں میں سے ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورۃ القدر کے مطابق رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات میں قرآن مجید نازل کیا گیا تھا اور ہر سال جب یہ رات آتی ہے تو جبریلِ امین اللہ کی رحمتیں لے کر فرشتوں کے جھرمٹ میں آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ اس رات کو عبادت میں مصروف اہل ایمان کو رحمتِ خداوندی میں سے وافر حصہ عطا ہوتا ہے اور وہ دوزخ سے خلاصی پاتے اور جنت کے مستحق بن جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر کے بارے میں سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں بالخصوص طاق راتوں (یعنی 21، 23، 25، 27 اور 29) میں تلاش کرو‘‘ (بحوالہ بخاری)

لیلۃ القدر کے بارے میں یہ روایت بھی ہے کہ آنحضور ﷺ کو پہلے اس رات کے بارے میں بتا دیا گیا تھا مگر پھر وہ علم واپس لے لیا گیا۔ غالباً اس کی حکمت یہ ہوگی کہ لوگ ایک ہی رات پر تکیہ کرنے کے بجائے پورے رمضان اور بالخصوص آخری عشرے میں زیادہ سے زیادہ ذوق وشوق کے ساتھ خود کو اللہ کی عبادت کے لیے وقف کر دیں۔ جس حدیث کا اوپر ہم نے ذکر کیا ہے، وہ بھی صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامت ؓ کی زبانی نقل کی گئی ہے۔ اس حدیث کے الفاظ کا ترجمہ ذیل میں درج ہے:

’’حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ مسجد نبوی سے (یا اپنے خانہ مبارک سے) نکلے تا کہ ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دیں۔ اتنے میں دو مسلمان آپس میں جھگڑنے لگے۔ اس پر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ میں تو تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے نکلا تھا مگر فلاں اور فلاں آپس میں جھگڑ پڑے اور اس دوران وہ اٹھا لی گئی (اس کا علم مجھ سے رفع کر لیا گیا)۔ شاید تمھاری بھلائی اسی میں تھی۔ لہٰذا اب تم اسے اکیسیوں یا تیئسویں یا پچیسویں رات کو تلاش کرو۔‘‘

بعض احادیث میں تیئسویں اور ستائیسویں رات میں لیلۃ القدر کا احتمال بھی بیان کیا گیا ہے۔ اسی لیے لوگ ان راتوں بالخصوص ستائیس کو بطور لیلۃ القدر مناتے ہیں۔ دراصل جشن منانے اور روایتی انداز کے جوش وخروش سے وہ حقیقی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جس کے لیے لیلۃ القدر کا تحفہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو عطا فرمایا۔ اس کا درست اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ اہل ایمان خود کو تلاوت وعبادت، ذکر وفکر اور نوافل، غور وفکر، خود احتسابی اور قیام اللیل کے ذریعے اللہ کے تقرب کا مستحق بنائیں۔ آنحضور ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا۔

لیلۃ القدر کی دعا

اگر کسی شخص کو لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو اس کی خوش بختی میں کوئی شک وشبہ نہیں، مومن کو ہر دعا پورے یقین کے ساتھ مانگنی چاہیے اور ہر عبادت پورے خلوص اور حضوریٔ قلب کے ساتھ حضورِ حق میں پیش کرنی چاہیے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو مجھے اس میں کیا کہنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا مانگنی چاہیے ((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی)) ’’اے میرے مولا تو بڑا معاف کرنے والا ہے، تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، پس مجھے (بھی) معاف فرما دے۔‘‘ (بحوالہ مسند احمد، ابن ماجہ، جامع ترمذی)

❀❀❀

کلیۃ القرآن کی سالانہ تقریب (2021ء)
تکمیل بخاری شریف و دستار فضیلت

مرتضیٰ احمد اعوان

03 اپریل 2021ء کو کلیۃ القرآن (قرآن کالج) لاہور میں پانچویں تقریب تکمیل بخاری شریف و دستار بندی منعقد ہوئی۔ طلبہ اور اساتذہ کرام کا جوش و ولولہ قابل دید تھا۔ تقریب میں جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولانا یوسف خان مہمان خصوصی کے طور پر شریک ہوئے۔ البتہ کلیۃ کے ناظم اور انجمن خدام القرآن کے ناظم اعلیٰ حافظ عاطف وحید طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے۔ اس کے علاوہ پروگرام میں نامور علماء کرام اور طلبہ کے والدین بھی تشریف لائے تھے۔ انتظامی کمیٹی کے ممبران نے اس تقریب کے انتظامات کو احسن انداز سے انجام دیا۔ پروگرام کو کنڈکٹ کرنے کے فرائض کلیۃ القرآن کے استاد مولانا محمد فیاض نے سرانجام دیئے۔ پروگرام کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ کلیۃ القرآن کے طالب علم محسن جاوید نے سورۃ الکہف کی آخری آیات کی تلاوت کی۔ کلیہ کے ہونہار طالب علم علی شان نے نعت رسول ﷺ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

کلیۃ القرآن کے پرنسپل جناب ریاض اسماعیل نے ادارے کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ سال سے کورونا وائرس کی وجہ سے ملک میں تعلیمی نظام کافی متاثر ہوا ہے۔ ہم نے لاک ڈاؤن میں حکومتی احکامات کے مطابق اپنا ادارہ چلایا۔ کورونا وائرس کی وجہ سے ہمارا عصری تعلیم کا شعبہ زیادہ متاثر ہوا کیونکہ حکومت نے امتحانات کا شیڈول اتنا لیٹ دیا کہ 2020ء کے امتحانات 2021ء میں ہو رہے ہیں۔ البتہ درس نظامی کی آن لائن کلاسز چلتی رہیں۔ وفاق المدارس کے تحت درس نظامی کے تمام درجوں کے امتحانات ہوئے اور ہمارے تقریباً 123 طلبہ نے امتحان دیا۔ آج درس نظامی کے 12 طلبہ کی دستار بندی ہو رہی ہے لیکن پچھلے سال چونکہ دستار بندی کی تقریب منعقد نہیں ہو سکی تھی اس لیے پچھلے سال کے فارغ ہونے والے 8 طلبہ کی بھی آج ہی دستار بندی ہو گی۔ ہمارا دینی وعصری تعلیم کا نظام اب کافی معروف ہو چکا ہے۔ پچھلے سال چار مختلف اداروں کے لوگ ہمارے پاس تشریف لائے جنہیں ہم نے اپنے ادارے کی معلومات اور ٹریننگ فراہم کی کہ وہ بھی اپنے ہاں عصری و دینی تعلیم کا نظام چلا سکیں۔ اس سال سے ہم چار سمسٹرز پر مشتمل دو سال کا عربی زبان کا ایک نیا کورس شروع کر رہے ہیں جس سے فارغ ہونے والے طلبہ کو سند بھی جاری کی جائے گی۔ اس کے علاوہ پچھلے ماہ جامعہ الازہر کا ایک وفد ہمارے ہاں تشریف لایا جنہوں نے ہمارے ادارے کے طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ ایک پروگرام کیا جس میں انہوں نے مختلف سوالات کیے اور ہمارے طلبہ نے ان کے تمام جوابات دیے۔ وہ ہمارے ادارے کے نظم اور طلبہ کی قابلیت سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے ہمیں مصر آنے کی دعوت دی۔

کلیۃ القرآن کے شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز شاہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو قرآن کے معنی اور رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کی حفاظت کے لیے پیدا کیا اور ان کو قوت حافظہ بھی بہت زیادہ عطا کی۔ امام بخاریؒ نے پندرہ ہزار حدیث بمع سند و متن ایک وقت میں بیان کی۔ انہوں نے طلبہ سے کہا کہ علم دین کی امانت آپ کے سپرد کی گئی ہے، آپ نے اپنی دنیوی ضروریات کے ساتھ ساتھ اس علم کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جب عمل کیا جائے تو ضروریات کے اسباب اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ نے قرآن پر ایمان پختہ کرنا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی دنیوی ضروریات خود پوری کریں گے۔ اور آخرت میں تو یہ ضروریات بغیر محنت آپ کو اللہ تعالیٰ عطا کریں گے۔

صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے دعوت رجوع الی القرآن کی بنیاد سورۃ الرحمن کی ابتدائی چار آیات پر رکھی تھی جن میں چار ٹاپ کی چیزوں کا ذکر ہے یعنی الرحمن (اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں چوٹی کا نام)، القرآن (جملہ علوم میں چوٹی کا علم)، الانسان (جملہ مخلوقات میں سب سے افضل مخلوق)، البیان (انسان کی تمام صلاحیتوں میں سے ٹاپ کی صلاحیت)۔ والد محترمؒ نے اپنی جوانی سے درس قرآن کا آغاز کر دیا تھا اور پھر پوری زندگی انہوں نے قرآن کی خدمت کی۔ یہ ان کی قرآن کی خدمت کی لگن ہی تھی کہ سب سے پہلے لاہور میں قرآن اکیڈمی (انجمن خدام القرآن) کا قیام عمل میں آیا۔ پھر کراچی میں تین قرآن اکیڈمیز ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے دوسرے شہروں جھنگ، فیصل آباد، ملتان میں قرآن اکیڈمیز قائم ہیں، جہاں سے قرآنی علوم کی نشر و اشاعت کا کام ہو رہا ہے۔ تعلیمی پروگرام کے پیش نظر کلیۃ القرآن سے پہلے معہد ثانوی کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا جس میں چھوٹے بچوں کو میٹرک تک تعلیم دی جاتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی خواہش تھی کہ ایسے نوجوان تیار ہو سکیں جو اپنی زندگیاں تعلیم و تعلم قرآن کے لیے وقف کر دیں۔ چنانچہ پھر نوے کی دہائی میں قرآن کالج شروع کیا گیا جو 2007ء تک چلتا رہا۔ اس کے بعد پھر یہ کلیۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا جس میں الحمدللہ سینکڑوں طلبہ عصری اور دینی علوم سیکھ کر دین کی خدمات سرانجام دیں گے۔ ان شاء اللہ!

سابق صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر ابصار احمد نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ انجمن خدام القرآن نے قرآن کالج اور کلیۃ القرآن کے علاوہ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ”طوبیٰ گرلز کالج“ بھی قائم کیا تھا جو کئی سال چلتا رہا ہے اور وہاں پر لڑکیوں کے کئی بیجز کی تعلیم ہوئی۔ انہوں نے طلبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کو العلم اور علم میں فرق کرنا چاہیے۔ آپ نے درس نظامی سے فارغ ہو کر ”العلم“ حاصل کیا ہے کیونکہ اصل علم قرآن و سنت کا علم ہے۔ جبکہ دوسرا علم صرف انفارمیشن اور مختلف skills تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ طلبہ عربی کے ساتھ ساتھ انگریزی بھی پڑھیں تاکہ آپ انگریزی دان طبقہ میں بھی دینی خدمات دے سکیں۔ ایک مغربی فلسفی نے انسان کو ٹروزرڈ ایپس کا نام دیا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خلاقیت سے محجوب ہیں۔ کلیۃ القرآن کا ادارہ ایک ”برتج کورس“ کا کام کر رہا ہے جس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ لیکن انجینئرنگ، میڈیکل سائنسز وغیرہ جیسے علوم بھی ضروری ہیں اگر کوئی شخص یہ علوم اچھی نیت اور انسانیت کی خدمت کے جذبے کے ساتھ حاصل کرتا ہے اور ان کو اپنا ذریعہ معاش بناتا ہے تو یہ بھی عبادت کا درجہ رکھتے ہیں۔

جامعہ منظور الاسلامیہ کے استاذ الحدیث مفتی عزیز الرحمن نے اپنی معروضات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے مدارس میں مثبت اور منفی دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ ہر سال مدارس اور طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سال تقریباً 74 ہزار حفظ کے طلبہ، 35 ہزار دورہ حدیث کے طلبہ (بشمول 22 ہزار طالبات) نے امتحان دیا۔ یہ حالات ہمارے دلوں کو اطمینان اور حوصلہ دینے والے ہیں۔ لیکن دوسری طرف منفی پہلو قابل غور ہے۔ ہمارے ہاں معاشرے کی ضرورت کے مطابق رجال کار بہت کم نکلتے جا رہے ہیں۔ معاشرہ صالح قیادت اور با کردار لوگوں کا طلب گار ہے، لیکن ہمارے علماء میں

کردار کا فقدان بڑھتا جا رہا ہے۔ ہمارا نصب العین اللہ کی رضا اور اُخروی نجات ہونا چاہیے اگر ہمارا طالب علم اس مقصد کو سامنے رکھ کر پڑھے گا تو دنیا اور آخرت میں بھی کامیاب ہے۔ ہمارے اکابرین کی عملی زندگی ایک نمونہ تھی۔ ہمارے جدید فضلاء یہ شکوہ کرتے ہیں کہ معاشرے میں ہماری عزت واحترام نہیں۔ عزیز طلبہ! کردار کی زندگی اپناؤ معاشرہ تمہارا احترام کرے گا۔ ہمارا کردار قرآن وسنت کا مصداق ہونا چاہیے۔ میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ تبلیغی جماعت میں ایک سال کا وقت لگائیں تو آپ کی زندگی میں اچھے اعمال آجائیں اور آپ کے اندر اعتدال والا قوت بیان آجائے۔

اس کے بعد طالب علم میاں حمزہ ابوہریرہ نے ادارہ کلیۃ القرآن کے حوالے سے نظم پیش کی۔

پروگرام کے آخر میں مہمان خصوصی مولانا محمد یوسف خان (استاد الحدیث جامعہ اشرفیہ) نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر درس دیا۔ اس سے پہلے دورہ حدیث کے فاضل طالب علم حُمید عاطف (فرزند حافظ عاطف وحید) نے آخری حدیث مکمل سند کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔ مولانا یوسف خان صاحب نے حدیث پر درس دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے پاس جو دین پہنچا اس میں دو چیزیں بہت اہم ہیں جن کو ہم نے مضبوطی سے تھامنا ہے۔ ایک قرآن اور دوسری سنت۔ یہ دونوں چیزیں تب کارآمد ہوں گی جب نیت درست ہوگی۔ چنانچہ امام بخاریؒ سب سے پہلے یہی روایت لے کر آئے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے انسان کی نیت کو خالص ہونا چاہیے۔ پھر بخاری شریف پڑھ کر اس پر عمل کیا جائے تو آخر میں انسان کے اعمال تولنے والی حدیث ہے۔ تمام صحاح ستہ کی کتابوں میں سے بخاری شریف ایک ایسی کتاب ہے جس میں امام بخاری رحمہ اللہ ہر باب کے شروع میں قرآن کی آیت لائے ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ ان احادیث کا تعلق قرآن مجید کے ساتھ ہے۔ آپ نے قرآن حکیم کو منہج نبوی کے مطابق سمجھنا ہوگا۔ انسان کی نجات کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں: ایمان اور عمل۔ عجیب بات یہ ہے کہ ایمان بھی عمل ہے کیونکہ ایمان جاننے کا نہیں بلکہ ماننے کا نام ہے۔ جب آپ مانیں گے تو وہ عمل بن جائے گا۔ مستشرقین اسلام کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں لیکن مانتے نہیں ہیں اس لیے مسلمان نہیں ہیں۔ صرف علم حاصل کرنے سے اللہ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ دو باتوں سے راضی ہوتا ہے اگر اس میں سے ایک بات بھی کم ہوگئی تو اللہ راضی نہیں ہوگا۔ وہ دو کام یہ ہیں:

1۔ جو علم حاصل کیا ہے اس پر خود عمل کریں۔

2۔ جو علم حاصل کیا ہے اسے دوسروں تک پہنچائیں۔

عالم بننے کے بعد یہ دو کام کرنے ہیں تو اللہ راضی ہوگا۔ آپ ساری زندگی اس میں لگا دیجیے۔ اگر علم حاصل کرنے کے بعد خود عمل کیا اور صرف اپنی آخرت کی فکر کی، دوسروں تک اس علم کو نہیں پہنچایا تو قیامت کے دن اللہ پکڑ کرے گا۔ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔ اسی طرح خود عمل نہ کیا لیکن دوسروں کو پہنچایا تب بھی اللہ پکڑ کرے گا۔

مولانا یوسف خان صاحب کی دعا پر اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی
اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے دو کتابچے----- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① عظمتِ صوم
قیمت: -/30 روپے

حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی روشنی میں
② عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک
قیمت: -/30 روپے

یادرفتگاں

ہمارے بٹر صاحب

شوکت حسین انصاری

اللہ رب العزت نے انسانوں کو پیدا کیا اور ان میں مختلف صلاحیتیں، عادات اور جذبات رکھے۔ میری تنظیمی زندگی میں سب سے مہربان، شفیق اور محبت کرنے والی شخصیت رحمت اللہ بٹر تھے، اُن سے اُس وقت ملاقات ہوئی جب میں 1991ء میں تنظیم اسلامی میں شامل ہوا اور اگست کے مہینے میں مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں مبتدی تربیتی کورس کرنے گیا۔ تو ہمارے مربی، اُستاد مزکی اور مُرشد جناب چودھری رحمت اللہ بٹر تھے۔ ان کے ساتھ ایک ہفتہ گزارہ اور تربیتی مراحل سے گزرے تو باطن روشن ہو گیا اور خدمت خلق اور خدمت دین کا جذبہ پیدا ہوا۔ رات کے وقت نماز تہجد کے لیے بٹر صاحب نے اٹھانا اور اپنے پاؤں سے ہمیں ہلانا اور کہنا (اُٹھ جاؤ اوئے کاکے او) پھر دعائیں یاد کرانا۔ ان کا لیکچر بڑے ہی پیارے انداز میں عام فہم اور دل کو چھو لینے والے انداز میں ہوتا۔ دوران گفتگو مزاح بھی کرنا اور ہنسنا اور ہنسانا بھی۔ ان کی ایک ایک ادا دل کو لبھانے والی تھی۔ تنظیمی زندگی میں اُنہوں نے پاکستان کا قریہ قریہ، گاؤں گاؤں چھان مارا۔

ساری زندگی سفر ہی میں گزری۔ اور راحتوں اور آسائشوں سے دور ہی رہے۔ سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ درویش منش انسان تھے۔

ہر کسی سے گھل مل جاتے۔ جو بھی پہلی بار ملتا اسے احساس ہی نہ ہوتا کہ یہ بیگانے ہیں بلکہ ان سے مل کر اپنائیت کا احساس ہوتا۔ سال 2000ء میں ملتان قرآن اکیڈمی میں دورۂ ترجمہ قرآن بٹر صاحب نے کرایا۔ راقم الحروف اس سال اکیڈمی میں ہی رہائش پذیر تھا بٹر صاحب کی خدمت کا موقع مجھے اور میری اہلیہ کو نصیب ہوا۔ پورا رمضان ان کے لیے سحری و افطاری میرے گھر سے تیار ہوا کرتی تھی۔ 27 رمضان کی رات تکمیل دورہ قرآن کے بعد بٹر صاحب واپس لاہور چلے گئے۔ اگلی صبح سحری کے آخیر وقت میں مجھے بٹر صاحب کا فون آیا۔ (او کاکا۔ سحری لے آ ٹائم تھوڑا رہ گیا اے) میں پہلے تو بٹر صاحب کی آواز سن کر حیران ہوا۔ پھر اچانک یاد آیا کہ بٹر صاحب تو لاہور چلے گئے ہیں۔ میری پریشانی بھانپ کر مرحوم و مغفور جناب رحمت اللہ بٹر ہنس دیئے۔ اب ان کی اور باتیں یادیں رہ گئی ہیں۔ ان سے گھنٹوں باتیں کرنے سے انسان تھکتا نہیں تھا اور نہ ہی وہ بے زار ہوتے تھے۔ محترم جناب رحمت اللہ بٹر صاحب 5 اپریل 2021ء بروز سوموار اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۝﴾

اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

بچھڑا وہ کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

بلاشبہ وہ تنظیم کا قیمتی اثاثہ تھے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے اوّلین ساتھیوں میں سے تھے۔ آج کے دور کے ولی اللہ اور درویش صفت انسان تھے۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کی دادرسی کرنے والے، اپنے پرائے کا غم کھانے والے اور زہد و تقویٰ کا نمونہ بے مثال تھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Halt Israel's Genocidal Policies is Quds Day Message

As global solidarity movements in support of Palestine's freedom struggle begin preparations for the annual Quds Day commemoration, America's new regime under President Joe Biden remains stuck in the mud. Each year, the last Friday of the month of Ramadan is dedicated to raise awareness about the illegal dispossession, occupation and ongoing atrocities perpetrated by the Zionist apartheid regime.

Quds Day has galvanised civil rights movements across the world to support and sustain action programs to free Palestine from the yoke of Zionist colonialism. This year promises to see an intensification of activities and events.

Given Israel's belligerence, arrogant display of bigotry and repudiation of civilised values, it is doubtful that support for its racist policies which subjugates Palestinians in ghettos, will be sustained for too long. Ethnic cleansing, the crime of apartheid, war crimes and defiance of international conventions are parts of a catalogue of horrors which for decades have become synonymous with Israel.

And as hideous state-sponsored terror is unleashed on a daily basis in Gaza, the West Bank, Jerusalem and across the rest of 1948 Palestine by Zionist-linked settler-colonialists, the world cringes in horror. Israel's notorious security agencies ranging from Shin Bet to Mossad have long since eclipsed the terror associated with South Africa's apartheid-era killers.

That they commit crimes in the full knowledge of their political masters and with the complicity of the regime's occupation forces, euphemistically called the IDF, in broad daylight, is symbolic of tyranny and despotism. Having enjoyed immunity from prosecution during the Trump era, it believes that this will continue under the Biden regime. So far, all indications are that despite grandstanding by Republicans and Democrats, Israel's status as a "holy cow" remains unchanged. They may differ on a whole range of issues but not Israel. Secretary of State Antony Blinken's latest statement that he anticipates more "normalization" agreements with Israel, attests to this. Speaking at the Israeli embassy's virtual celebration of 'Independence Day', or Yom Haatzmaut, Blinken made it clear, "the United States welcomes and supports the recent normalization agreements." Referring to the discredited "Abraham Accords" imposed by the Trump regime on four Arabian dictatorships, Blinken unashamedly pledged to sustain the corruption-laden normalization push. "We will continue to urge more countries to normalize relations with Israel — and will look for other opportunities to expand cooperation among countries in the region. As a result, I expect Israel's group of friends to grow even wider in the year ahead," he declared.

Servitude to Israel which was the hallmark of Trump and his team of right-wing zealots, is

Servitude to Israel which was the hallmark of Trump and his team of right-wing zealots, is continuing unabashedly under Biden. Those who naively believed that replacing Trump with a Democrat would put the brakes on Israel's wanton defiance should snap back to reality.

Under Trump, the United Arab Emirates and Bahrain established full ties with Israel, and Sudan and Morocco launched the process. And those who had foolishly hoped that Biden would not maintain the incentives to normalize relations with Israel have had rude awakening. The latest example of the sale of stealth combat aircraft to the UAE being given the green light illustrates that the White House is unlikely to leverage any incentive to disadvantage Israel.

At a time when atrocities perpetrated by the Zionist rogue regime are documented and broadcast via mainstream as well as social media platforms by human rights NGOs in Israel, it is striking to note that the Biden regime has chosen to turn a blind eye. Though bias against Palestine is reflected in the White House, rumblings of discontent against Israel's genocidal policies are being heard in the Senate, Congress, Academia, Universities and colleges.

Quds Day commemorations in cities across America will undoubtedly add to the demand for effective and drastic steps in defence of Palestinian rights. So too is the expectation of rallies and protest meetings under the banner of Quds Day across many parts of the world including South Africa and Kashmir.

<u>Source</u>: ***An article by Iqbal Jassat; published by South African Tribune***

داعی رجوع الی القرآن بانی تنظیم اسلامی
محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل
بیانُ القرآن
ترجمہ و مختصر تفسیر
رمضان المبارک میں طبع جدید پیش خدمت ہے
سات حصوں کے بجائے اب چار جلدوں میں
• خوبصورت قرآنی رسم الخط • حتی الامکان اغلاط سے مبرا
• عمدہ سفید کاغذ • معیاری طباعت
• دیدہ زیب ٹائٹل • مضبوط ریگزین جلد
• متعدد ظاہری و معنوی خوبیوں کا مرقع
• بڑے سائز کے 2560 صفحات
قیمت 4800/- روپے
رمضان المبارک میں خصوصی رعایتی قیمت 2400 روپے
اندرون ملک ڈاک خرچ 500 روپے
مکتبہ خُدّام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!
آن لائن کورس
کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
تو
صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر
الحمد للہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے
برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، 36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

Vol. 30 Regd. C.P.L NO. 114 No.17

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore